Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 58

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 25

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

24/جمادی الثانی 1429 ہجری، 18/احسان 1388 ہش، 18/جون 2009ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اسلام ہر سطح پر نفرتوں کو دور کرنے کے طریقوں سے آگاہی عطا فرماتا ہے

اقوام متحدہ جیسے عظیم ادارہ سے امن کے قیام کے لئے جن مؤثر کارروائیوں کی توقع تھی وہ اس پر پورا اترنے میں ناکام رہا۔

اگر اقوام متحدہ انصاف کی اعلیٰ قدروں کا قیام چاہتی ہے تو اسے طاقتور اور کمزور قوموں کو یکساں حقوق دینے ہوں گے۔

بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ ذمہ دار ہیں کہ وہ دیکھیں کہ غریب ممالک کو دی گئی امداد صحیح طور پر استعمال بھی کی گئی ہے یا نہیں۔

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 21 مارچ 2009ء کو بیت الفتوح لندن میں منعقدہ امن کانفرنس میں سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

(قسط نمبر 2)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے تمام معزز مہمانوں کو مخاطب کر کے السلام علیکم کا تحفہ پیش کرنے کے بعد فرمایا:

آپ میں سے بہت سے حاضرین ہمارے اس قسم کے اجتماع میں پہلے شریک ہو چکے ہیں کیونکہ گزشتہ کچھ سالوں سے یہ سالانہ تقریب بن گئی ہے جہاں وہ افراد اکٹھے ہوتے ہیں جو دنیا میں رواداری، محبت اور قیامِ امن کے حامی ہیں۔ جو نئے شامل ہونے والے ہیں وہ ہم سے اتفاق کریں گے کہ محبت، انسانوں کے لئے شفقت اور پُر امن زندگی گزارنا ٹھوس انسانی قدریں ہیں جو ہمیں دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو مَیں سب مہمانوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ وہ ان احسن خیالات کی تجدید کرنے یہاں تشریف لائے ہیں، باوجود اس کے کہ انہیں مسلمانوں کے بارہ میں بہت سے منفی خیالات سننے کو ملتے ہیں۔ جو آج پہلی بار تشریف لائے ہیں ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو جان سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ تمام انسانوں کو جو اعلیٰ صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں یہاں ان کو موقع ملے گا کہ وہ ان ودیعت شدہ صلاحیتوں کو مزید چمکا کر یہاں سے جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم سب خواہش رکھتے ہیں کہ امن کا قیام ہو جائے۔ مَیں نے لفظ 'خواہش' ارادۃً استعمال کیا ہے کیونکہ اس تمنا کے باوجود ہم سب جو اس جگہ جمع ہیں ہم میں سے زیادہ تر افراد عملی طور پر اس سمت میں کوئی ٹھوس قدم اٹھانے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ یہاں بعض ممبران پارلیمنٹ موجود ہیں مگر ان کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی کوششیں سو فیصد قیام امن کے سلسلہ میں ثمر آور ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ امن کے قیام کی تمنا تو ہے مگر عملی اقدامات کرنے کی قابلیت موجود نہیں۔ ہماری محدود طاقتیں ہمیں اختیار نہیں دیتیں کہ ہم دنیا میں ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کر سکیں اور صرف چند افراد کی طاقت سے یہ امر بالا ہے۔ اور کچھ دوسرے ایسے ہیں کہ حکومتیں ایسی پالیسیاں بنا لیتی ہیں کہ عملی اقدامات میں روک بن جاتی ہیں۔ اختلاف رائے کے باوجود، حکومت کی پالیسی یا ان کی پارٹی کی سیاست ان کے راستہ میں حائل ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا: مَیں ان کو الزام نہیں دیتا کیونکہ ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس قسم کی پالیسیوں کی پابندی کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ ان قدغنوں سے آزاد ہیں وہ بعض دفعہ دوغلی پالیسی رکھتے ہیں اور اپنے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ حکومتیں اچھے مقاصد کے حصول کے لئے کوششیں کرتی ہیں مگر صرف اُس حد تک جہاں تک ان کے اپنے مفادات حاصل ہو رہے ہوں۔ اگر ان کا اپنا مفاد اس چیز سے وابستہ نہ ہو تو پھر وہ یا تو کچھ مدد کر دیتے ہیں یا معذوری کا اظہار کر کے لاتعلق ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے مفاد کے منافی کوئی امر درپیش ہو تو پھر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے وہ ہر ہر کوشش کر گزرتے ہیں خواہ اس طرح دوسروں کی حق تلفی ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ انسانی نفسیات ہے اس کا تعلق کسی بھی خاص ملک، قوم یا مذہب سے مخصوص نہیں ہے۔ اس قسم کے لوگ مشرق میں بھی پائے جاتے ہیں اور مغرب میں بھی۔ شمال میں بھی اور جنوب میں بھی۔ وہ مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور عیسائیوں میں بھی اور دیگر مذاہب میں بھی اور مذاہب پر ایمان نہ رکھنے والوں میں بھی۔ اس زمانہ میں جبکہ نفسا نفسی کا دور دورہ ہے اور مادہ پرستی زوروں پر ہے ذاتی مفادات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی خواہ اس سلسلہ میں سچائی کو چھپانا ہی کیوں نہ پڑے۔ جہاں ملکی سطح پر یہ کارروائی کی جارہی ہو اگر یہ اُس ملک کے مفاد میں ہو اسے تو سیاست کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں کچھ ممالک مل کر گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی سطح پر سیاسی کارروائیوں کے ذریعہ اپنی طاقت مجتمع کر لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جب ایک ملک اپنے مفادات کو ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے تو انصاف کا ترازو اعتدال پر نہیں رہتا اور بگڑ جاتا ہے۔ اس ملک کے سیاسی مفاد مادی اور اقتصادی فوائد حاصل کرنے کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بہر طور یہ ایک ایسا گرداب ہے جس میں پھنسے ہوئے لوگ اپنی اَنا اور نفسانیت کے چکّر سے نکل نہیں سکتے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور عقل و ذہانت عطا ہونے کی وجہ سے جانوروں سے ممتاز ہے۔ اسے صلاحیت عطا کی گئی ہے کہ وہ سکون کی حالت میں بھی سوچنے کی قابلیت رکھتا ہے اور مغلوب الغضب ہونے کے وقت بھی۔ مگر عقل و سمجھ رکھنے کے باوجود اپنے مفادات کے حصول میں وہ ایک دوسرے کو حیوانوں کی طرح چبا ڈالتے ہیں۔ بدقسمتی سے مذہب پر یقین نہ رکھنے والے اس صورتحال کا الزام مذہب پر ڈالتے ہیں حالانکہ مذہب تو اعلیٰ اخلاق، رواداری اور تحمل کا سبق دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کیونکہ مَیں اسلام کی نمائندگی میں بات کر رہا ہوں۔ مَیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجودہ زمانہ کی صورتحال کے بارہ میں کچھ باتیں پیش کروں گا۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام ہر سطح پر نفرتوں کو دور کرنے کے طریقوں سے آگاہی عطا فرماتا ہے۔ اگر ہم انفرادی سطح پر یا قومی سطح پر حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ انسان نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ نتیجۃً لوگ ایک دوسرے سے بدظن ہو گئے ہیں۔ اچھے اخلاق کی جگہ برائیوں نے لے لی ہے اور حقدار کو اس کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم سے ہمیں کیا ہدایت ملتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بھی نیکی تم آگے بھیجو تم اسے اللہ کے حضور پاؤ گے۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا علم رکھتا ہے۔ ان اعمال کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کی نشاندہی میں یہاں کردوں۔

سورۃ النحل آیت 127 میں اللہ تعالیٰ بدلہ لینے کے بارہ میں فرماتا ہے کہ "اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی۔ اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے"۔ حضور نے فرمایا صبر ایک بہت بڑا خُلق ہے اور ہماری نظر میں بہت ہی اہمیت کا حامل اعلیٰ خُلق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں صبر کو بزدلی سمجھا جاتا ہے مگر یہ آیت کریمہ ہمیں بتاتی ہے کہ صبر کا بیان یہاں حالت جنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ شاید یہ عجیب معلوم ہو کہ صبر اور جنگ ایک ساتھ بیان ہوئے ہیں کیونکہ اگر جنگی کارروائی کی اجازت ہو اور خون بہانا جائز ہو تو پھر صبر کا اس کے ساتھ کیا تعلق رہ جائے گا۔

حضور نے فرمایا خون بہانے کا ایک ہولناک نظارہ چند دہائیاں پہلے اس مہذب سمجھی جانے والی دنیا کے سامنے تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں ساٹھ سے ستّر ملین افراد اپنی جانیں کھو بیٹھے۔ جس میں اندازہ کیا جاتا ہے کہ چالیس ملین عام نہتے شہری تھے۔ افسوس کہ انسانوں نے صبر کا دامن ہاتھوں سے کھو دیا۔ مگر بے صبری کے باعث انسانی خون کی ندیاں بہا دی گئیں اور پھر بھی انسان نے اپنے ہاتھوں کو خون سے رنگنے کے بعد اپنی غلطیوں سے سبق نہیں سیکھا۔ ایسی غلطیوں سے جنہوں نے انسانیت کو داغدار کر دیا۔ کچھ وقت ہی گزرنے کے بعد ان حقائق کو بھلا دیا گیا ہے۔

آج کا انسان ماضی کی ان دردناک غلطیوں سے پھر سبق

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر ایڈووکیٹ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی جلسہ سالانہ
الٰہی تائیدات کے نظارے

اس دفعہ عام دنوں سے ہٹ کر جلسہ سالانہ کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ۲۵-۲۶-۲۷/مئی ۲۰۰۹ء کی منظوری عطا ہوئی تھی۔ یہ جلسہ اگرچہ ۲۰۰۹ء میں منعقد ہوا لیکن ۲۰۰۸ء کا ۱۱۷ واں جلسہ سالانہ کہلایا۔ اس اعتبار سے ۲۰۰۹ء میں دو سالانہ جلسے منعقد ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

۲۶ تا ۲۹/دسمبر ۲۰۰۸ء کا جلسہ سالانہ ملکی حالات کی وجہ سے ملتوی ہوا اس کا قارئین کو علم ہے حضور انور تشریف نہ لا سکے اس کا بھی بتقاضائے بشری احساس ہے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کا جلسہ سالانہ ۲۷/مئی کی اس مبارک تاریخ میں مقرر کروایا۔ جس کا خلافت احمدیہ سے ایک گہرا تعلق ہے یہ اتفاق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہی ہے۔ صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے اس جلسہ کی یاد اس میں شامل ہونے والوں کے ذہنوں میں برسوں تک رہے گی۔ اگرچہ حضور اقدس اس جلسہ میں شامل نہ ہوئے لیکن حضور انور نے اس جلسہ کے تمام پروگراموں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ Live ٹیلی کاسٹ کی اجازت دے کر اور اس کے اختتامی اجلاس میں اپنا بصیرت افروز خطاب ارشاد فرما کر اس جلسہ کو عالمگیر بنا دیا اس اعتبار سے تمام دنیا کے احمدی جو خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرمانا چاہتے تھے ایک حد تک ان کی روحانی پیاس کے بجھنے کے سامان فرما دیئے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

اس میں شک نہیں کہ یہ جلسہ تائیدات الٰہیہ سے بھرپور تھا۔ اگرچہ تمام سالانہ جلسے اللہ کی تائید و نصرت کے حامل ہوتے ہیں لیکن اس میں خدا تعالیٰ کی کچھ ایسی تائیدات کے نظارے دیکھے گئے جو تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئے۔ پہلی بات تو موسم کی غیر معمولی تبدیلی ہے۔ مئی کا مہینہ پنجاب میں عموماً شدید گرمی اور گرم ہواؤں سے بھرپور ہوتا ہے ایسی ہوائیں جو بعض دفعہ آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں چنانچہ اس اعتبار سے ۲۵/مئی سے قبل ایک ہفتہ شدید گرمی رہی اور بعض دفعہ آندھی طوفان کی شکل میں چلتی رہی۔ بعض دفعہ تیار کئے گئے جلسہ گاہ کی چھت اُکھڑ جاتی رہی۔ اس سے منتظمین کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر عین جلسہ کے وقت آندھی چلی تو نقصان کا اندیشہ ہے کسی کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے اور مائیک سسٹم بھی خراب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دُعا کی درخواست کی گئی چنانچہ وہ خدا جس نے ہواؤں کو مسخّر کر چھوڑا ہے اور موسم کی گرمی و سردی جس کے اختیار میں ہے قادیان کے تمام باشندے گواہ ہیں کہ اس نے ایام جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ''انی معک یا مسرور'' کو کس طرح عظیم الشان رنگ میں پورا کیا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی یہ کہے بنا نہ رہ سکے کہ تائیدات الٰہی کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔

۲۴/مئی کو بھی ہوائیں چلیں لیکن اتنی تیز نہیں ساتھ ہی بادل آ گیا اور ۲۴/مئی کی رات ہلکی بارش ہوگئی جس سے موسم کی شدت میں بہت حد تک کمی آ گئی بادل نے پورے آسمان کو شامیانہ کی طرح تان لیا ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی اور ۲۵/مئی کا جلسہ نہایت خوشگوار موسم میں شروع ہوا۔ ۲۶/مئی کو اگرچہ سورج نکلا لیکن ۲۴/مئی کی بارش اور بادل کی وجہ سے اللہ نے ۲۶/مئی کے روز دھوپ نکلنے کے باوجود موسم کو ٹھنڈا رکھا اور ۲۷/مئی کی صبح ایک پروگرام جو مقام ظہور قدرت ثانیہ میں ریکارڈ ہوا دھوپ میں بیٹھ کر ریکارڈ کیا گیا۔ ۲۷/مئی کا دوسرا اجلاس جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب تھا اس اجلاس کی ابتداء میں تلاوت و نظم کے دوران ہوا تیز ہونے لگی اور جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا خطاب شروع فرمایا تو شروع میں ہی فرمایا کہ قادیان سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی وہاں پر تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ دعا کریں کہ بخیرو عافیت جلسہ کا اختتام ہو۔ حضور انور کا ایسا فرمانا تھا کہ دو یا تین منٹ کے اندر آندھی بالکل تھم گئی موسم خوشگوار ہو گیا اور تمام حاضرین نے نہایت اطمینان سے حضور انور کا خطاب سنا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یہ جلسہ سالانہ چونکہ گرمی کے موسم میں تھا اور موسم گرما میں کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ Food Poisoning وغیرہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انتظامیہ نے تین وقت کھانے کا انتظام کیا بفضلہٖ تعالیٰ طبی امداد کا بھی معقول انتظام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان رہا کہ تمام مہمان صحت کے اعتبار سے بخیریت رہے اور خیر و عافیت سے اپنے گھروں کو واپس گئے۔ نہایت خوشگوار موسم میں اور صحت و عافیت سے سب کا جلسہ میں شامل ہونا اور بخیریت مراجعت یقیناً یہ تائید الٰہی کا ایک ایمان افروز نشان ہے۔

دوسری طرف جلسہ کے دوسرے دن آسٹریا میں ہونے والے ایک حادثہ کی وجہ سے پنجاب میں حالات اچانک خراب ہو گئے۔ شدید فسادات ہوئے ٹرینوں اور بسوں کو جلایا گیا۔ مختلف شہروں میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔ جالندھر، گورداسپور، ہوشیارپور اور لدھیانہ میں کرفیو لگ گیا۔ اس اعتبار سے بھی شدید فکر تھی کہ کہیں انعقاد جلسہ میں اور مہمانوں کی واپسی میں کوئی پریشانی لاحق نہ ہو لیکن بفضلہٖ تعالیٰ جلسہ نہایت خوشگوار ماحول میں منعقد ہوا اور تمام مہمانان بخیرو عافیت واپس ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

پس یہ جلسہ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک عظیم نشان تھا اور اس بات کا بیّن ثبوت تھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ الٰہی تائیدات کا نزول آج بھی جاری ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

''خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ختم نہیں کر چکا اور اس کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۸)

(منیر احمد خادم)

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی جلسہ سالانہ

اِک دعا کا ہے دیکھا عجیب معجزہ
گر نہیں معجزہ یہ تو ہے اور کیا
قادیاں میں جو جلسہ سالانہ ہوا
مئی کا مہینہ گرم تھی فضا
عین جلسے کا ہونا تھا جب افتتاح
جلسہ گاہ بھی تھا ہم نے سجایا ہوا
اچانک تھا آندھی کا طوفاں اُٹھا
کہ لے جائیگا سائباں بھی اُڑا
دعا کررہا تھا یہ چھوٹا بڑا
کہ مولیٰ کرشمہ کوئی اپنا دکھا
پیارے آقا کی خدمت میں کی اِلتجا
تو آقا نے کی تھی تحریکِ دُعا
جب عرش معلّٰی پہ پہنچی دعا
تو آندھی کا طوفاں وہیں تھم گیا
نعرہ تکبیر سے گونج اُٹھی فضا
کہ ہے احمدیت کا زندہ خدا
آسماں پر بادل بھی چھانے لگا
اور چلنے لگی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
پھر اس شاں سے جلسہ ہمارا ہوا
نہ گرمی نہ سردی، تھی خوشکُن فضا
پیارے آقا کا خطاب بھی پھر سنا
انٹرنیٹ پر جو لندن سے تھا آرہا
کس زباں سے مبشر ہو شکر خدا
جس نے دکھلا دیا یہ ہمیں معجزہ

(محمود احمد مبشر درویش قادیان)

اخبار بدر کی نئی شرح خریداری

بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر اخبار بدر کے چندہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

اندرون ملک سالانہ: -/350 روپے۔

بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک:

60 امریکن ڈالر سالانہ چندہ - یا 40 یورو - یا 65 کینیڈین ڈالر - یا 35 پونڈ سٹرلنگ

(منیجر اخبار بدر قادیان)

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کا تذکرہ بہت عمدہ ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ایسی بدعات مل جاویں جن سے توحید میں خلل ہو تو وہ جائز نہیں۔

صحابہ و تابعین کے عہد میں یوم میلاد النبیؐ منانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

(آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا خوبصورت تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز – فرمودہ 13/ مارچ 2009ء بمطابق 13/ امان 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

دو تین دن پہلے 12/ ربیع الاوّل تھی جو آنحضرت ﷺ کی پیدائش کا دن ہے اور یہ دن مسلمانوں کا ایک حصہ بڑے جوش و خروش سے مناتا ہے۔ پاکستان میں بلکہ برصغیر میں بھی بعض بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو ہمارے معترضین ہیں، مخالفین ہیں، ان کا ایک یہ اعتراض بھی ہوتا ہے۔ مجھے بھی لکھتے ہیں، احمدیوں سے بھی پوچھتے ہیں کہ احمدی کیوں یہ دن اہتمام سے نہیں مناتے؟ تو اس بارہ میں آج مَیں کچھ کہوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں کیا ارشادات فرمائے؟ (وہ بیان کروں گا) جن سے واضح ہوگا کہ اصل میں احمدی ہی ہیں جو اس دن کی قدر کرنا جانتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس سے پہلے مَیں یہ بھی بتا دوں کہ مولود النبی جو ہے، یہ کب سے منانا شروع کیا گیا۔ اس کی تاریخ کیا ہے؟ مسلمانوں میں بھی بعض فرقے میلاد النبی کے قائل نہیں ہیں۔

اسلام کی پہلی تین صدیاں جو بہترین صدیاں کہلاتی ہیں ان صدیوں کے لوگوں میں نبی کریم ﷺ سے جو محبت پائی جاتی تھی وہ انتہائی درجہ کی تھی اور وہ سب لوگ سنت کا بہترین علم رکھنے والے تھے اور سب سے زیادہ اس بات کے حریص تھے کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت اور سنت کی پیروی کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ کسی صحابی یا تابعی جو صحابہ کے بعد آئے، جنہوں نے صحابہ کو دیکھا ہوا تھا، کے زمانے میں عید میلاد النبی کا ذکر نہیں ملتا۔ وہ شخص جس نے اس کا آغاز کیا، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ قداح تھا۔ جس کے پیروکار فاطمی کہلاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس کا تعلق باطنی مذہب کے بانیوں میں سے تھا۔ باطنی مذہب یہ ہے کہ شریعت کے بعض پہلو ظاہر ہوتے ہیں، بعض چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کی یہ اپنی تشریح کرتے ہیں۔ ان میں دھوکے سے مخالفین کو قتل کرنا، مارنا بھی جائز ہے اور بہت ساری چیزیں ہیں اور بے انتہا بدعات ہیں جو انہوں نے اسلام میں داخل کی ہیں اور ان ہی کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں۔

پس سب سے پہلے جن لوگوں نے میلاد النبی ﷺ کی تقریب شروع کی وہ باطنی مذہب کے تھے اور جس طرح انہوں نے شروع کی وہ یقیناً ایک بدعت تھی۔ مصر میں ان کی حکومت کا زمانہ 362 ہجری بتایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اَور بھی بہت سارے دن منائے جاتے تھے۔ یوم عاشورہ ہے۔ میلاد النبیؐ تو خیر ہے ہی۔ میلاد حضرت علیؓ ہے۔ میلاد حضرت حسنؓ ہے۔ میلاد حضرت حسینؓ ہے۔ میلاد حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہے۔ رجب کے مہینے کی پہلی رات کو مناتے ہیں۔ درمیانی رات کو مناتے ہیں۔ شعبان کے مہینے کی پہلی رات مناتے ہیں۔ پھر ختم کی رات ہے۔ رمضان کے حوالے سے مختلف تقریبات ہیں اور بے تحاشا اور بھی دن ہیں جو مناتے ہیں اور انہوں نے اسلام میں بدعات پیدا کیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمانوں میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بالکل اس کو نہیں مناتے اور عید میلاد النبی کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ دوسرا گروہ ہے جس نے اتنا غلو سے کام لیا کہ انتہا کر دی۔

بہرحال ہم دیکھیں گے کہ اس زمانے کے امام نے جن کو اللہ تعالیٰ نے حَکم اور عدل کر کے بھیجا ہے انہوں نے اس بارے میں کیا ارشاد فرمایا۔

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مولود خوانی پر سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ:

’’آنحضرت ﷺ کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود خدا نے بھی انبیاء کے تذکرہ کی ترغیب دی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ ایسی بدعات مل جاویں جن سے توحید میں خلل واقع ہو تو وہ جائز نہیں۔ خدا کی شان خدا کے ساتھ اور نبی کی شان نبی کے ساتھ رکھو۔ آج کل کے مولویوں میں بدعت کے الفاظ زیادہ ہوتے ہیں اور وہ بدعات خدا کے منشاء کے خلاف ہیں۔ اگر بدعات نہ ہوں تو پھر تو وہ ایک وعظ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت، پیدائش اور وفات کا ذکر ہو تو موجب ثواب ہے۔ ہم مجاز نہیں کہ اپنی شریعت یا کتاب بنالیویں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ159-160۔ جدید ایڈیشن)

آنحضرت ﷺ کی سیرت اگر بیان کرنی ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن آج کل ہوتا کیا ہے؟ خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان میں ان جلسوں کو سیرت سے زیادہ سیاسی بنا لیا جاتا ہے، یا ایک دوسرے مذہب پہ یا ایک دوسرے فرقے پہ گند اچھالنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں جو کوئی جلسہ یہ لوگ کرتے ہیں، اس میں یہ نہیں ہوا کہ سیرت کے پہلو بیان کر کے صرف وہیں تک بس کر دیا جائے بلکہ ہر جگہ پر جماعت احمدیہ کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر بے انتہا بیہودہ اور لغو قسم کی باتیں کی جاتی ہیں اور آپ کی ذات کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں ربوہ میں ہی مولویوں نے بڑا جلسہ کیا، جلوس نکالا۔ اور وہاں کی جو رپورٹس ہیں اس میں صرف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جلسہ سیاسی مقصد کے لئے اور احمدیوں کے خلاف اپنے بغض و عناد کے اظہار کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ تو اس قسم کے جو جلسے ہیں ان کا تو کوئی فائدہ نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات تو وہ بابرکت ذات ہے کہ جب آپؐ آئے تو رحمۃ للعالمین بن کے آئے۔ آپؐ تو دشمنوں کے لئے بھی رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔

ایک صحابی سے روایت ہے کہ ایک رات مجھے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے کا موقع ملا تو اس میں آپؐ یہی دعا مستقل کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بخش دے اور عقل دے۔

(سنن النسائی کتاب الافتتاح باب ترديد الآیۃ حدیث نمبر 1010)

لیکن آج کل کے مُلّاں اس اسوہ پہ عمل کرنے کی بجائے کیا کر رہے ہیں؟ قادیانیوں کے خلاف (جو ان کی زبان میں قادیانی کہلاتے ہیں) یعنی ہم احمدیوں کے خلاف جو گندی زبان استعمال کی جاسکتی ہے کی جاتی ہے اور الزامات لگائے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا اسوہ تو یہ تھا کہ ایک صحابی کے جنگ کے دوران دشمن پر غلبہ پا کے اُسے قتل کر دینے پر جبکہ اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم نے دل چیر کر دیکھا تھا؟ اور اتنا شدت سے اظہار کیا کہ انہوں نے خواہش کی کہ کاش مَیں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب علی ما یقاتل المشرکون حدیث نمبر 2643)

لیکن ان کے عمل کیا ہیں؟ بالکل اس کے الٹ۔ بہرحال یہ تو ان کے عمل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے تسلسل میں کیا فرماتے ہیں، مَیں آگے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا کہ محض تذکرہ آنحضرت ﷺ کا عمدہ چیز ہے۔ ’’اس سے محبت بڑھتی ہے اور آپؐ کی اتباع کے لئے تحریک ہوتی اور جوش پیدا ہوتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 24.5/مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 159 حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

’’قرآن شریف میں بھی اس لئے بعض تذکرے موجود ہیں جیسے فرمایا وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرَاھِیْمَ (مریم:42)‘‘۔ (ایضاً صفحہ 159 حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

’’لیکن ان تذکروں کے بیان میں بعض بدعات ملا دی جائیں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’یہ یاد رکھو کہ اصل مقصد اسلام کا توحید ہے۔ مولود کی محفلیں کرنے والوں میں آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بدعات ملا لی گئی ہیں۔ جس میں ایک جائز اور موجب رحمت فعل کو خراب کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ موجب رحمت ہے مگر غیر مشروع امور و بدعات منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ ہم خود اس امر کے مجاز نہیں ہیں کہ آپ کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھیں اور آج کل یہی ہو رہا ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات کے موافق شریعت کو بنانا چاہتا ہے گویا خود شریعت بناتا ہے۔ (الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 24.5/مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 160 حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

اس مسئلہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ بعض لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ ہی حرام ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ یہ ان کی حماقت ہے۔ ’’آنحضرت ﷺ کے تذکرہ کو حرام کہنا بڑی بیبا کی ہے۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کی سچی اتباع خدا تعالیٰ کا محبوب بنانے کا ذریعہ اور اصل باعث ہے اور اتباع کا جوش تذکرہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی تحریک ہوتی ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔‘‘

’’ہاں جو لوگ مولود کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہی خود تشریف لے آئے ہیں‘‘۔ (یہ بھی ان کا ایک طریق کار ہے۔ جلسہ ہوتا ہے مولود کی محفل ہو رہی ہے، اس میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مجلس بیٹھی ہوئی ہے تقریر کرنے والا مقرر کچھ بول رہا ہے، کہتا ہے آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور اس میں سارے بیٹھے ہوئے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں) فرمایا کہ یہ جو ’’خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ اُن کی جرأت ہے۔ ایسی مجلسیں جو کی جاتی ہیں ان میں بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ کثرت سے ایسے لوگ شریک ہوتے ہیں جو تارک الصلوٰۃ‘‘۔ (لوگ تو ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جو نماز بھی پانچ وقت نہیں پڑھ رہے ہوتے بلکہ بعض تو نمازیں بھی پڑھنے والے نہیں ہوتے، صرف عید پڑھنے والے ہوتے ہیں یا صرف محفلوں میں شامل ہو جاتے ہیں)۔ فرمایا کہ ’’کثرت سے ایسے لوگ شریک ہوتے ہیں جو تارک الصلوٰۃ، سود خور اور شرابی ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو ایسی مجلسوں سے کیا تعلق؟ اور یہ لوگ محض ایک تماشہ کے طور پر جمع ہو جاتے ہیں، پس اس قسم کے خیال بیہودہ ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 159-160۔ حاشیہ)

جو شخص خشک وہابی بنتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو دل میں جگہ نہیں دیتا وہ بے دین آدمی ہے۔’’ انبیاء علیہم السلام کا وجود بھی ایک بارش ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کا روشن وجود ہوتا ہے۔ خوبیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے اس میں برکات ہوتے ہیں۔ اپنے جیسا سمجھ لینا ظلم ہے۔ اولیاء اور انبیاء سے محبت رکھنے سے ایمانی قوت بڑھتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 161۔ حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

حدیث میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بہشت میں ایک ایسا مقام ہوگا جس میں صرف مَیں ہوں گا۔ ایک صحابی جس کو آپ سے بہت ہی محبت تھی وہ یہ سن کر رو پڑا اور کہا کہ حضور مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ آپ نے فرمایا تو میرے ساتھ ہوگا۔ خیال ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَیں ہوں گا تو شاید یہ صحابی وہاں نہ پہنچ سکیں۔ فرمایا کہ اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’دوسرا گروہ جنہوں نے مشرکانہ طریق اختیار کئے ہیں روحانیت ان میں بھی نہیں۔ قبر پرستی کے سوا اور کچھ نہیں‘‘۔ (الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 24.5/مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 161 حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

پس اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ میرے نزدیک جیسا کہ وہابی کہتے ہیں حرام نہیں بلکہ یہ اتباع کی تحریک کے لئے مناسب ہے۔ جو لوگ مشرکانہ رنگ میں بعض بدعتیں پیدا کرتے ہیں وہ حرام ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے سوال کیا تو اس کو آپ نے خط لکھوایا اور فرمایا کہ میرے نزدیک اگر بدعات نہ ہوں اور جلسہ ہو اس میں تقریر ہو، اس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جاتی ہو وہاں آنحضرت ﷺ کی مدح میں کچھ نظمیں خوش الحانی سے پڑھ کے سنائی جائیں تو ایسی مجلسیں بڑی اچھی ہیں اور ہونی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح اپنی اس عشق و محبت کی جو محفلیں ہیں ان کو سجانا چاہتے تھے یا اس بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’خدا فرماتا ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (آل عمران: 32)‘‘ کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔ فرمایا کہ ’’کیا آنحضرت ﷺ نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑھا تھا؟‘‘ (آج کل کے یہ مولوی مجلسیں کرتے ہیں۔ محفلیں کرتے ہیں تو اس قسم کی بدعات کرتے ہیں کہ اس کے بعد روٹیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ قرآن پڑھا گیا تو یہ مولود کی روٹی ہے۔ بڑی بابرکت روٹی ہو گئی۔ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اللہ سے محبت کرنی ہے تو آنحضرت ﷺ کی پیروی کرو اور آنحضرت ﷺ کی اگر پیروی کرنی ہے تو کیا کہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑھا؟)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اگر آپؐ نے ایک روٹی پر پڑھا ہوتا تو ہم ہزار پر پڑھتے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور آپؐ اس پر روئے بھی تھے۔ جب یہ آیت وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا (النساء:42)‘‘ (اور ہم تجھے ان لوگوں کے متعلق بطور گواہ لائیں گے۔ قرآن سنا ضرور کرتے تھے اور اس پر آپ جب یہ آیت آئی کہ آپ گواہ ہوں گے تو آپؐ اس پر رو پڑے۔ یہ رونا اصل میں آپؐ کی عاجزی کا انتہائی مقام اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہ مقام آپ کو عطا فرمایا۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس سے ’’آپ روئے اور فرمایا بس کر مَیں آگے نہیں سن سکتا۔ آپ کو اپنے گواہ گزرنے پر خیال گزرا ہوگا‘‘۔ (ایضاً صفحہ 162)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن سنیں‘‘۔ یہ ہے اتباع آنحضرت ﷺ کی۔ پھر لکھتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کام کا نمونہ دکھلا دیا ہے وہ ہمیں کرنا چاہئے۔ سچے مومن کے واسطے کافی ہے کہ دیکھ لیوے کہ یہ کام آنحضرت ﷺ نے کیا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کیا تو کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟ حضرت ابراہیمؑ آپؐ کے جد امجد تھے اور قابل تعظیم تھے۔ کیا وجہ کہ آپ نے ان کا مولود نہ کروایا؟‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 162۔ جدید ایڈیشن)

آنحضرت ﷺ نے ان کی پیدائش کا دن نہیں منایا۔

بہرحال خلاصہ یہ کہ مولود کے دن جلسہ کرنا، کوئی تقریب منعقد کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی بھی قسم کی بدعات نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے۔ اور اس قسم کا (پروگرام) صرف یہی نہیں کہ سال میں ایک دن ہو۔ محبوب کی سیرت جب بیان کرنی ہے تو پھر سارا سال ہی مختلف وقتوں میں جلسے ہو سکتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہی جماعت احمدیہ کا تعامل رہا ہے، اور یہی جماعت کرتی ہے۔ اس لئے یہ کسی خاص دن کی مناسبت سے نہیں، لیکن اگر کوئی خاص دن مقرر کر بھی لیا جائے اور اس پہ جلسے کئے جائیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے بلکہ ہمیشہ سیرت بیان کی جاتی ہے۔ اگر اس طرح پورے ملک میں اور پوری دنیا میں ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ بدعات شامل نہیں ہونی چاہئیں۔ کسی قسم کے ایسے خیالات نہیں آنے چاہئیں کہ اس مجلس سے ہم نے جو برکتیں پا لی ہیں ان کے بعد ہمیں کوئی اور نیکیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ بعضوں کے خیال ہوتے ہیں۔ تو نہ افراط ہو نہ تفریط ہو۔

پس آج مَیں بقیہ وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بعض پہلو بیان کروں گا تا کہ ہم بھی ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ تبھی ہم جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، آنحضرت ﷺ کی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کی محبت کو پا سکتے ہیں اور تبھی ہمارے گناہ بخشے جائیں گے، تبھی ہماری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پائیں گی۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کی جا سکتی ہے؟ آپؐ کی سنت کی پیروی اور آپؐ سے محبت کا تعلق، اللہ تعالیٰ کی رضا یہ سب آپ کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہی ہیں۔ اذان کے بعد کی دعا میں بھی یہی دعا سکھائی گئی ہے۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس کا کچھ حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمایا تھا۔ پوری آیت اس طرح ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (آل عمران:32) تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے کیا سنت قائم فرمائی؟ جن کی ہم نے پیروی کرنی ہے۔ آپؐ کے کیا کچھ عمل تھے جو آپؐ نے اپنے صحابہ کے سامنے کئے اور آگے روایات میں ہم تک پہنچے۔

آپ ﷺ پر دنیا والے یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ نے دنیاوی جاہ و حشمت کے لئے حملے کئے اور ایک علاقے کو زیر کر کے اپنی حکومت میں لے آئے۔ پھر آپ کی ازواج مطہرات کے حوالے سے قسم قسم کی باتیں آج کل کی جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں لکھی جاتی ہیں کہ جن کو کوئی شریف النفس پڑھ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ امریکہ میں ہی جو نئی کتاب لکھی گئی ہے، اس پہ کسی عیسائی نے ہی یہ تبصرہ کیا تھا کہ ایسی بیہودہ کتاب ہے کہ اس کو تو پڑھا ہی نہیں جا سکتا۔ تو یہ سب الزامات جو آپ ﷺ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ سے آپ کی ذات بابرکات پر یہ الزام لگائے گئے۔ جب آپؐ نے دعویٰ کیا اس وقت بھی کفار کا یہ خیال تھا کہ شاید کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے اور آپ کے چچا کے ذریعہ سے آپ کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے مذہب کے بارہ میں، ہمارے بتوں کے بارے میں کچھ کہنا چھوڑ دیں اور اپنے دین کی تبلیغ بھی نہ کریں اور ہم اس کے بدلے میں آپ کی سرداری بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ اپنی دنیا کی جاہ و حشمت جو ہمارے پاس ہے وہ بھی آپؐ کو دینے

کوتیار ہیں۔اپنی دولت بھی دینے کوتیار ہیں۔عرب کی خوبصورت ترین عورت بھی دینے کوتیار ہیں تو آپ ؐ کا جواب یہ تھا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو تب بھی مَیں اپنے فرض سے باز نہیں آؤں گا۔مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ ان کی خرابیاں ان کو بتاؤں اور ان کو سیدھے راستے پر چلاؤں۔ اگر اس کے لئے مجھے مرنا ہی ہے تو پھر مَیں بخوشی اس موت کو قبول کرتا ہوں۔میری زندگی اس راہ میں وقف ہے اور موت کا ڈر مجھے اس کام سے روک نہیں سکتا اور نہ ہی کسی قسم کا لالچ مجھے اس سے روک سکتا ہے۔

پس دنیاداروں نے تو ہمیشہ سے آپ کے اس کام کو جو آپ خدا تعالیٰ کی خاطر کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ کے حکم سے کر رہے تھے دنیاوی اور ظاہری چیز سمجھا اور کفّار نے آپ کو اس کے لئے پیشکش بھی کی اور آپ نے اس وجہ سے کفار کی ہر قسم کی پیشکش کو ردّ کر کے یہ واضح کر دیا کہ مَیں اس دنیا کی جاہ وحشمت اور دولت کا امیدوار نہیں ہوں بلکہ مَیں تو زمین وآسمان کے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔وہ آخری نبی ہوں جس نے تمام دنیا پر خدائے قادر وتوانا اور واحد ویگانہ کا جھنڈا لہرانا ہے۔اور آپ کی اس بات کا اعلان اللہ تعالیٰ نے بھی آپ پر یہ آیت نازل کر کے کر دیا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163) ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

پس یہ تھا آپ ؐ کا مقام جو سرتاپا خدا کی محبت میں ڈوب کر آپ کو ملا تھا۔آپ کو دنیاوی جاہ وحشمت نہیں چاہئے تھی۔آپ ؐ کو تو خدائے واحد کی حکومت تمام دنیا پر چاہئے تھی اور اس کے لئے آپ نے ہر دکھ اٹھایا۔آپ نے دنیا کو بتایا کہ اگر تم ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور نمازوں کے وہ حق ادا کرنے کی اور وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو جس کے نمونے مَیں نے قائم کئے ہیں۔عبادتوں میں ڈوبنا ہی زندگی کی ضمانت ہے۔ اور قربانیوں کے ذریعہ حقیقی موت سے پہلے وہ موت اپنے اوپر وارد کرو جس کے اعلیٰ ترین معیار مَیں نے قائم کئے ہیں اور اس وجہ سے جو موت آئے گی تو پھر ایک ابدی زندگی شروع ہو گی۔جو انسان کو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے گی۔پس نمازوں اور قربانیوں کی وہ معراج آپ نے حاصل کی جس نے زندگی اور موت کے نئے زاویے آپ کی ذات میں قائم فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ اعلان کروا دیا کہ مجھے کسی لالچ کی کیا ترغیب دیتے ہو اور مجھے کسی ظلم کا نشانہ بنانے سے کیا ڈراتے ہو، میرا تو ہر فعل میرے خدا کے لئے ہے اور جس کا سب کچھ خدا کا ہو جائے اس کے لئے نہ دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت ہے، نہ موت کی کوئی حیثیت ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا، آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان کر کے ہمیں یہ بھی تعلیم دی کہ میرے نمونے تو یہ ہیں۔تم بھی فَاتَّبِعُوْنِی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان راستوں پر قدم مارنے کی کوشش کرو۔

آج آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت کو بھی ان خوفوں سے ڈرانے کی دنیا کے کئی ممالک میں کوشش کی جاتی ہے۔پاکستان میں تو ہر جگہ ہی، ہر روز کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔اسی طرح ہندوستان میں بھی مسلم اکثریت کے علاقوں میں احمدیوں پر ظلم کئے جا رہے ہیں، خاص طور پر نومبائعین کو خوب ڈرایا جاتا ہے۔اور حتیٰ کہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ یورپ کے ممالک میں بھی، بلغاریہ سے پچھلے دنوں جو رپورٹ آئی کہ وہاں کے مفتی کے کہنے پر احمدیوں کو ہراساں کیا گیا۔اب بلغاریہ بھی نیا نیا یورپی یونین میں شامل ہوا ہے اس علاقہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے تو وہاں کے مفتی کے کہنے پر پولیس نے 7، 8 احمدیوں کو پکڑ لیا اور ان سے کافی سختی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب ایمان پر قائم ہیں تو ہمیشہ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کیا کیا سختیاں ہیں یا تھیں جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ پر نہیں کی گئیں۔ہم پر تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا جاتا۔اگر اس اصل کو ہم سمجھ لیں کہ اپنی عبادتوں اور قربانیوں کو خالص اللہ کے لئے کر لیں اور اس بات پر قائم ہو جائیں کہ ہمارا جینا اور مرنا ہمارے خدا کے لئے ہے۔تو جہاں انفرادی طور پر ہم اپنی ابدی زندگی کے وارث ہوں گے وہاں ہر احمدی اس دنیا میں بھی ہزاروں مردہ روحوں کو زندگی بخشنے کے سامان کرنے والا ہو گا۔

پس سب سے پہلے دعاؤں پر زور دیتے ہوئے اُسوہ رسول ﷺ کے مطابق دنیا کی زندگی کے سامان کرنے والا ہر احمدی کو بننا چاہئے۔اگر ہمارے عمل صحیح ہوں گے ہم اس اسوہ پر چلنے والے ہوں گے تبھی ہم اپنی زندگی کے سامان کے ساتھ ساتھ دنیا والوں کی زندگی کے بھی سامان کر رہے ہوں گے۔اس اسوہ پر چلتے ہوئے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے چھوڑا ہمیں اپنی عبادتوں کے بھی معیار قائم کرنے ہوں گے۔

آپ نے عبادتوں کے کیا معیار قائم فرمائے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، حضرت عائشہؓ کے حوالے سے یہ بتا دوں کہ مَیں نے ایک کتاب کا جو ذکر کیا اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی ذات کے حوالے سے آنحضرت ﷺ پر گند اچھالنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔بہر حال حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہتی ہیں کہ عورت ذات ہونے کی وجہ سے ٹھیک ہے کہ آپ کو ایک محبت اور پیار تھا لیکن آپ ؐ کا اصل محبوب کون تھا، حقیقی محبوب کون تھا۔یہ بتاتے ہوئے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میرے ہاں حضور ؐ کی باری تھی ﷺ اور یہ باری نویں دن آیا کرتی تھی۔ بہر حال کہتی ہیں کہ میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ آپ ؐ بستر پر نہیں ہیں۔مَیں گھبرا کر باہر صحن میں نکلی تو دیکھا کہ حضور ؐ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ اے میرے پروردگار! میری روح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ تو یہ ہے حقیقی محبوب کے سامنے اظہار اور یہ ہے جواب ان لوگوں کے لئے جو آپ ؐ کی ذات پر بیہودہ الزام لگاتے ہیں۔

پھر آپ اپنی سونے کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی یاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری دونوں آنکھیں تو بے شک سوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ؐ باللیل فی رمضان حدیث نمبر 1147)

اور اس دل کی بیداری میں کیا ہوتا تھا؟ ذکر خدا ہوتا تھا۔ہر کروٹ آپ ؐ کو خدا کی یاد دلاتی تھی۔آپ ﷺ نے مختلف مواقع اور مختلف حالتوں کی جو دعائیں ہمیں اپنے عملی نمونے سے سکھائی ہیں وہ بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ؐ کا اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کا ذکر اور عبادت تھی۔پس یہ تصور ہے جو آپ نے ہمیں دیا کہ مومن کا ہر فعل اور حرکت وسکون عبادت بن سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ کی خاطر ہو اور خدا تعالیٰ کی یاد دلانے والا ہو۔اس نیت سے ہو کہ یہ فعل خدا کا قرب دلانے والا بنے گا۔

مثلاً ایک دفعہ آپ ؐ ایک صحابیؓ کے گھر گئے انہوں نے وہاں نیا گھر بنایا تھا۔دیکھا کہ ایک کھڑکی رکھی ہوئی ہے۔ظاہر ہے آپ کو معلوم تو تھا کھڑکی کیوں رکھی جاتی ہے۔آپ ؐ نے تربیت کے لئے اس سے پوچھا کہ بتاؤ یہ کھڑکی کس لئے رکھی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہوا اور روشنی کے لئے۔آپ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے لیکن اس لئے رکھ دیتے، یہ بھی نیت ساتھ ملا لیتے کہ اذان کی آواز بھی اس سے آئے گی تا کہ مَیں نمازوں پہ جاسکوں تو تم نے پہلے جو یہ دونوں مقصد بیان کئے ہیں وہ تو حاصل ہو ہی جاتے اور ساتھ ہی اس کا ثواب بھی مل جاتا۔

پھر ایک روایت میں آپ ؐ نے فرمایا، حدیث میں آتا ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بیوی کے منہ میں لقمہ اگر ڈالتا ہے تو اس کا بھی ثواب ہے۔اب اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ صرف لقمہ ڈالنا بلکہ بیوی بچوں کی پرورش ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ایک مرد کا فرض ہے کہ اپنے گھر کی ذمہ داری اٹھائے۔لیکن اگر یہی فرض وہ اس نیت سے ادا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے اور خدا کی خاطر میں نے اپنی بیوی، جو اپنا گھر چھوڑ کے میرے گھر آئی ہے، اس کا حق ادا کرنا ہے، اپنے بچوں کا حق ادا کرنا ہے تو وہی فرض ثواب بھی بن جاتا ہے۔یہ بھی عبادت ہے۔اگر یہ خیالات ہوں ہر احمدی کے تو آج کل کے جو عائلی جھگڑے ہیں، تُو تکار اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگیاں ہیں ان سے بھی انسان بچ جاتا ہے۔ بیوی اپنی ذمہ داریاں سمجھے گی کہ میرے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ مَیں خاوند کی خدمت کروں، اس کا حق ادا کروں اور اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر مَیں یہ کر رہی ہوں گی تو اس کا ثواب ہے۔تو آنحضرت ﷺ نے دونوں فریقوں کو یہ بتایا کہ اگر تم اس طرح کرو تو تمہارا یہ فعل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی وجہ سے عبادت بن جائے گا۔اس کا ثواب ملے گا۔تو یہ چیزیں ہیں جو انسان کو سوچنی چاہئیں اور یہی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو بعض گھروں کو جنت نظیر بنا دیتی ہیں۔

آنحضرت ؐ کی عبادت کے بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ہی ایک روایت ہے، کہتی ہیں ایک رات مَیں نے دیکھا کہ آپ تہجد کی نماز میں سجدے میں پڑے ہیں اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اللہ تیرے لئے میرے جسم وجان سجدے میں ہیں۔میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔اے میرے ربّ یہ دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ مَیں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی امید کی جاتی ہے۔میرے گناہوں، میرے عظیم گناہوں کو بخش دے۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔اس کے بعد جب نماز سے، دعا سے، فارغ ہوئے پھر آپ ؐ نے مجھے فرمایا کہ جبریل نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا ہے اور تم بھی یہ پڑھا کرو۔(مجمع الزوائد جلد 2 کتاب الصلاۃ باب مایقول فی رکوعه وسجوده۔ حدیث نمبر 2775۔ دارالکتب العلمیة بیروت طبع اول 2001ء)

اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے جس کامل بندے سے اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ پہلے یہ اعلان کروایا تھا کہ دنیا کو بتا دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔کوئی کام نہیں جو مَیں اپنے لئے کروں یا اپنی مرضی سے کر رہا ہوں۔یا اپنی کسی ذاتی خواہش کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ بلکہ میرا ہر عمل اور ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کامل بندہ کس طرح اپنی بندگی کے کامل ہونے کا اظہار کر رہا ہے۔بڑی عاجزی اور خشیت سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ مَیں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے، میرے گناہوں کو بخش دے۔دراصل یہ نمونے ہمارے لئے قائم کئے گئے ہیں کہ کسی بھی قسم کی نیکی پر کسی بھی قسم کا تفاخر نہ کرو۔فخر تم میں پیدا نہیں ہونا چاہئے۔بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے بنتے ہوئے اس کے آگے جھکے رہو اور اس کی رحمت طلب کرتے رہو۔

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Emal: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

پھر آپؐ کی سیرت کا ایک اور پہلو ہے وہ مَیں اس وقت لیتا ہوں۔ جو انصاف اور مساوات سے متعلق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب بڑے آدمی سے جب کوئی قصور ہوتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب کمزور کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ تو یہ میری اُمّت میں نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن آج کل اگر ہم دیکھیں تو کثرت سے یہ نظر آتا ہے، بے انصافیاں، مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہیں۔ ایک قبیلہ کی مشہور عورت جو اچھے خاندان کی، اچھی پوزیشن کی عورت تھی اس نے چوری کی، اس کا نام فاطمہ تھا اور اس پہ آنحضرت ﷺ نے چوری کی سزا لاگو کی۔ صحابہ نے اس کے لئے جان بچانے کے لئے کوشش کی۔ آخر کسی کو جرأت نہ ہوئی تو حضرت اسامہؓ کو سفارش کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے سفارش کی تو آپؐ کا چہرہ ایک دم متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ تم اس کی بات کرتے ہو؟ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی یہ جرم کرتی تو مَیں اس پر بھی سزا لاگو کرتا۔ تو یہ انصاف کا معیار تھا جو آپؐ نے قائم فرمایا۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود ...... باب کراھیۃ فی الحد۔ حدیث نمبر 6787-6788)

ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے دو لڑکوں کو لے جا کر یہ سفارش کی کہ ان کا بھی یہ خیال ہے اور مجھے بھی یہی خیال ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی پر ان کو لگایا جائے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر! جسے عہدہ کی خواہش ہو ہم اسے عہدہ نہیں دیتے۔ جب خدا دیتا ہے تو پھر توفیق دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ اس خواہش کے بغیر کوئی شخص کسی بھی خدمت پر معمور کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ اس کی مدد بھی کرے اور اس میں برکت بھی ڈالے۔ فرمایا کہ جب مانگ کر لیا جائے تو پھر کام جو ہے وہ حاوی کر دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے تم نے مانگ کے کام لیا، تم سمجھتے ہو مَیں اس کا اہل ہوں، تمہاری آگے آنے کی بڑی خواہش تھی تو پھر یہ ساری ذمہ داریاں نبھاؤ۔ مَیں دیکھوں تم کس حد تک نبھاتے ہو؟ پس عہدے کی خواہش جو ہے اس میں نفس پسندی کا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بالکل پسند نہیں کہ انسان اپنے نفس کا زیادہ سے زیادہ اظہار کرے۔

آج بھی بعض دفعہ جماعت میں جن جگہوں پر جن جماعتوں میں تربیت کی کمی ہے، جن لوگوں میں تربیت کی کمی ہے وہ اب عہدے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ علم نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہوں پہ جب جماعتی انتخابات ہوتے ہیں اپنے آپ کو ووٹ بھی دے لیتے ہیں۔ تو بہر حال اب تو اللہ کے فضل سے کافی حد تک جماعت کے افراد کو سوائے ایک آدھ کے جو نیا ہو ان باتوں کا، قواعد کا علم ہو چکا ہے۔ اپنے آپ کو ووٹ دینے کی پابندی اس لئے جماعت میں ہے کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عہدے کی خواہش نہ کرو۔ اپنے آپ کو ووٹ دینے کا مطلب ہے کہ مَیں اس عہدے کا اہل ہوں اور میرے سے زیادہ کوئی اہل نہیں ہے اس لئے مجھے بنایا جائے۔

اسی طرح بعض لوگ انتخابات جب ہوتے ہیں تو اگر اپنے آپ کو ووٹ نہیں بھی دیتے اس مجبوری کی وجہ سے کہ جماعت کے قواعد اجازت نہیں دیتے تو پھر وہ اپنا ووٹ استعمال بھی نہیں کرتے۔ اپنے ووٹ کو استعمال نہ کرنا بھی اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ مَیں اس بات کا اہل ہوں۔ گو کہ قواعد کی رو سے مَیں ووٹ تو نہیں دے سکتا لیکن کوئی دوسرا شخص میرے سے زیادہ اس بات کا اہل نہیں ہے اس لئے مَیں ووٹ استعمال نہیں کرتا۔ تو اس بات سے بھی بچنا چاہئے یہ بھی تربیت کے لئے بہت ضروری چیزیں ہیں۔ اگر کسی میں کسی بھی قسم کی صلاحیت ہے تو اس صلاحیت کا اظہار چاہے وہ پیشہ وارانہ ہو یا اور علمی نوعیت کی ہو یا کسی بھی قسم کی ہو تو اس صلاحیت کا اظہار عہدیداران کی یا دوسرے کی مدد کر کے کیا جا سکتا ہے۔ بغیر عہدے کے بھی خدمت کی جا سکتی ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنی ہے تو پھر عہدے کی خواہش تو کوئی چیز نہیں ہے پس اس بات کو ہر احمدی کو نئے آنے والوں کو بھی نوجوانوں کو بھی اور پرانوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض پرانے احمدی بھی بعض دفعہ اس زعم میں کہ ہم زیادہ تجربہ کار ہیں زیادتی کر جاتے ہیں۔ ایسے عہدیداروں کو بھی خیال رکھنا چاہئے، عہدیداروں میں خاص طور پر بے نفسی ہونی چاہئے۔ نام کی بے نفسی نہیں بلکہ حقیقی بے نفسی۔ عہدیداران کو آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ عہدیدار قوم کا خادم ہے۔

پھر ایک موقع پر حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کر کے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عہدہ ایک امانت ہے اور انسان بہر حال کمزور ہے۔ یہ امانت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اور انسان کمزور ہے اگر امانت کا حق ادا نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پوچھے جاؤ گے۔ پس اس امانت کا حق ادا کرنے کے لئے انتہائی عاجزی سے اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس خدمت کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ عہدیدار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ خدمت کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ، ہر معاملے میں، ہر قدم پر، ہر لمحہ پر دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ میری راہنمائی فرماتا رہے۔ تبھی عہدیدار اپنا خدمت کا حق، عہدے کا حق صحیح ادا کر سکیں گے۔ بعض دفعہ میرے پاس بھی لوگ آتے ہیں۔ پوچھوں کہ کوئی کام ہے؟ تو جماعتی خدمات کا بتاتے ہیں۔ جب بھی پوچھو تو کہتے ہیں کہ میرے پاس آج کل یہ عہدہ ہے تو نوجوانوں کی تو مَیں عموماً یہ اصلاح کر دیا کرتا ہوں۔ اکثر مَیں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ تمہارے پاس عہدہ نہیں یہ تمہارے پاس خدمت ہے۔ خدمت کا تصور پیدا کرو گے تو تبھی صحیح طور پر خدمت کر سکو گے۔

یہ نمونے تھے جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔ آپ نے خدمت کے بارے میں، انصاف کے بارے میں، مساوات کے بارے میں، سادگی کے بارے میں جو احکام دئے آپؐ کی زندگی میں ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اگر کہیں سفر پہ جا رہے ہیں، سواریاں کم ہیں تو آپ کا جو غلام ہے، بعض دفعہ غلام تو نہیں تھے لیکن بہر حال صحابہ میں سے جو بھی کم عمر تھے، سواریاں اگر دو دو کو بانٹی گئی ہیں تو آپ کے حصہ میں جو سواری آئی آپ نے جس طرح کچھ وقت کے لئے سواری کا اپنا حق استعمال کیا اسی طرح اپنے ساتھی کو بھی دیا اور خود پیدل چلے تو یہ انصاف اور مساوات آپ نے ہمیشہ قائم فرمائی۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا جو یہ فرمان ہے کہ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدۃ:9) یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کریں کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو کہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

آپؐ نے اس بارہ میں کیسا عظیم نمونہ دکھایا اس بارے میں ایک مثال مَیں دیتا ہوں۔ یہودیوں کا مشہور قلعہ خیبر جب فتح ہوا تو اس کی زمین مجاہدین جو جنگ میں شامل ہوئے تھے میں تقسیم کر دی گئی۔ جب وہ زمین تقسیم ہوئی، وہ زرخیز علاقہ تھا۔ وہاں کھجوروں کے باغ تھے۔ تو جب کھجوروں کی فصل ہوئی اور اس کی بٹائی کا وقت آیا، جب بانٹنے کا وقت آیا تو حضرت حضرت عبداللہ بن سہیل اپنے چچازاد بھائی محیصہ کے ساتھ کھجوروں کی بٹائی کے لئے وہاں زمین پر گئے تو تھوڑی دیر کے لئے دونوں وہاں سے الگ ہوئے۔ اس عرصہ میں جب وہ الگ ہوئے تو حضرت عبداللہ کو کسی نے اکیلا سمجھ کے وہاں قتل کر دیا اور ان کی لاش گڑھے میں پھینک دی۔ کیونکہ یہودیوں سے زمین لی گئی ہے وہاں موجود بھی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے انہی میں سے کسی نے قتل کیا ہو۔ مسلمان نے تو قتل نہیں کرنا تھا، کوئی دشمنی نہیں تھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے واضح ایسے امکانات تھے کہ یہودیوں پر الزام آتا تھا اور الزام لگایا گیا۔ بہر حال آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آنحضور ﷺ نے محیصہ سے پوچھا کہ کیا تم قسم کھا سکتے ہو کہ ان کو یہودی نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا اور جب مَیں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو میں قسم نہیں کھا سکتا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر یہودیوں سے حلف لیا جائے گا۔ کیا انہوں نے قتل کیا ہے؟ یہ اس بات کی صفائی دیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ قتل کرنے کو تو کوئی نہیں تسلیم کرے گا۔ صفائی دینی تھی کہ قتل نہیں کیا۔ تو محیصہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ان یہودیوں کا کیا اعتبار ہے۔ یہ سو دفعہ جھوٹی قسمیں کھا لیں گے۔ لیکن چونکہ انصاف کا تقاضا تھا آپ نے کہا ٹھیک ہے، قسم کھا لیں گے تو ان کی بچت ہو جائے گی۔ انہوں نے قسم کھا لی۔ آپ نے یہودیوں کو کچھ نہیں کہا اور بیت المال سے پھر عبداللہ کا خون بہا دلوا دیا۔

تو یہ انصاف ہے۔ یہ اُسوہ ہے جو آپؐ نے قائم فرمایا۔ زندگی کے کسی بھی پہلو کو آپؐ نے نہیں چھوڑا۔ کسی بھی پہلو کو لے لیں اس میں آپ کا اُسوہ ہمیں نظر آتا ہے۔ مَیں نے انصاف کی جو یہ مثال دی ہے تو آج کل آپ دیکھیں، بڑے بڑے جبّہ پوش جو بڑی بڑی محفلیں مجلسیں، مجلس میلاد منعقد کرتے ہیں لیکن جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان میں سوائے احمدیوں کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ختم نبوت کے نام پر بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں اور اس کی تان پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دریدہ دہنی پر آ کے ٹوٹتی ہے۔

پھر دیکھیں کہ صحابہ کی تربیت کیا تھی؟ باوجود اس کے کہ واقعات اس بات کے گواہ تھے، یہ شہادت موجود تھی، حالات کی شہادت موجود تھی لیکن پھر بھی کیونکہ دیکھا نہیں تھا اس لئے جھوٹی قسم نہیں کھائی۔ لیکن آج کل یہ بڑے بڑے جو جبّہ پوش ہیں، جو اسلام کے علمبردار ہیں یا جو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اسلام کے علمبردار تو نہیں، ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اپنے حلفیہ بیان دے کر احمدیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنواتے ہیں۔ پولیس سٹیشن میں جاتے ہیں اور اپنی طرف سے ایف آئی آر (F.I.R) درج کراتے ہیں۔ احمدیوں پر نہایت بیہودہ اور گھٹیا الزامات لگا کر ایف آئی آر درج کی جاتی ہے اور اس پر گواہ بن رہے ہوتے ہیں۔ کوئی خوف خدا نہیں ان لوگوں کو۔ اگر تو یہ اُسوہ رسول پر چلنے والے ہوتے تو یقیناً خدا کا خوف ہوتا۔ محیصہ نے جو جھوٹے حلف کے بارے میں یہودیوں کے متعلق کہا تھا کہ ان کا کیا ہے وہ تو سو جھوٹی قسمیں کھا لیں گے۔ آج دیکھیں یہ بات کس پہ صادق آتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ان معصوم مسلمانوں پر بھی رحم کرے جو ان نام نہاد علماء کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور ان کی باتوں میں آ کے غلط قسم کی باتوں میں ملوث ہیں اور اسی وجہ سے ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔ کئی گھر اجڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو بڑی سختی سے اس بات سے منع کیا ہے کہ مسلمان کے ہاتھ سے مسلمان کا خون نہیں ہونا چاہئے۔ اس دنیا میں بھی سزا اگلے جہان میں بھی عذاب اور آج کل ایک دوسرے کا خون اس سے بھی زیادہ ارزاں اور سستا ہے جتنا ایک جانور کا خون ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری نصیحت فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ تمہارے لئے اپنے خونوں اور اپنے اموال کی حفاظت کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح تم اس دن اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ ایک دوسرے پر خون کی اور مالوں کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی تھی۔

آج دیکھ لیں پاکستان میں کیا ہو رہا ہے؟ ایک دوسرے کو لوٹا جا رہا ہے۔ احمدیوں کو خدا کے نام پر لوٹا جا رہا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے ہر کلمہ گو کو فرمایا کہ وہ مسلمان ہے۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے مسلمانوں کی حالت پر بھی اور انہیں توفیق دے کہ اس رحمۃ للعالمین کے حقیقی اسوہ پر چلنے والے بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے وارث ٹھہر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ ﷺ کے اسوہ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۸ء

خلافت خامسہ کے مبارک دور میں خدائی تائیدات کا نزول

(مولانا سلطان احمد ظفر پرنسپل جامعة المبشرین قادیان)

(......**قسط اوّل**......)

جماعت احمدیہ ماموز زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کردہ پاک روحانی جماعت ہے جس کا عظیم الشان ثبوت یہ ہے کہ روز اوّل سے اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تائیدی آیات و بینات اور اعجازی نصرتوں کا سلسلہ اس کے شامل حال رہا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر ہوئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج میں ان گواہوں سے زیادہ ہوں۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۲)

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جس کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

ان تائیدات الٰہیہ اور بشارات رحمانیہ کا سلسلہ آپ علیہ السلام کی ذات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جب آپ نے اپنے رسالہ الوصیت میں اپنے بعد قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کی پیشخبری سنائی تو ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ الٰہی تائیدات اور معجزات و پیشگوئیوں کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا چنانچہ آپ اسی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۲ پر عربی الہام درج کر کے اس کا ترجمہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”تو اس حالت میں فوت ہوگا جو میں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے“

اسی طرح آپ اپنی وفات سے ایک سال قبل خدا تعالیٰ کے چمکتے ہوئے بیشمار نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”.....خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور نشانات کو ابھی ختم نہیں کر چکا اس کی ذات کی قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۷)

الغرض قادر قیوم خدا نے اپنے پیارے اور مقدس مسیح پر بڑے زور سے اس بات کا انکشاف فرمایا تھا کہ تائیدات الٰہیہ اور برکات سماویہ کا یہ سلسلہ بابرکت آسمانی نظام خلافت کے زمانہ میں بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ جاری رہے گا۔ چنانچہ خلافت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ کا ایک ایک دن اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے اس پیاری جماعت کو ایک لمحہ کے لئے بھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑا بلکہ ہر مرحلہ پر اپنے بے انتہاء افضال و برکات کے سلوک کو جاری رکھا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رکھے گا۔

آج کی اس بابرکت مجلس میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نازل ہونے والی لاتعداد تائیدات اور بشارات میں سے چند ایک کا مختصر جائزہ پیش کرنا مقصود ہے۔

لیکن قبل اس کے کہ اصل مضمون بیان کیا جائے یہ امر واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ جو وعدے اور پیشگوئیاں وہ اپنے رسولوں سے فرماتا ہے کچھ تو ان کی زندگی میں پورے ہوتے ہیں لیکن بعض صورتوں میں وہ اپنے وعدوں کو ان کی اولاد بلکہ اولاد در اولاد یا ان کے خلفاء و متبعین کے ذریعہ پورے فرماتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و الہامات میں خلافت خامسہ کے بارے میں انتہائی واضح اشارے ملتے ہیں۔ اگرچہ یہ کشوف و الہامات حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں لیکن آج وہ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس کی ذات میں نمایاں طور پر ظہور پذیر ہو چکے ہیں جبکہ بعض بشارات کا تعلق براہ راست حضور انور کی ذات میں نظر آرہا ہے۔

قارئین کرام! ہم سب کے محبوب آقا سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو منشاء الٰہی کے مطابق دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق فورًا اپنی پیاری جماعت کو سنبھال لیا اور ایک انتہائی شفیق وجود اپنی جناب سے عطا فرمایا۔

اور ساری جماعت نے متفقہ طور پر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنا پانچواں خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ کی بیعت درحقیقت الٰہی نوشتوں اور منشاء الٰہی کے عین مطابق تھی چنانچہ دسمبر ۱۹۰۷ء کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے الہامًا فرمایا تھا کہ

”میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں“ انی مَعَکَ یا مَسرور یعنی اے مسرور یقینًا میں تیرے ساتھ ہوں“

اس الہام سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور خلافت کا آغاز ہی تائید و نصرت الٰہی اور معیت خداوندی سے ہوا ہے اور الہام انی معک یا مسرور بتاتا ہے کہ یہ خدائی معیت اور نصرت الٰہی آخر دم تک انشاء اللہ تعالیٰ حضور اقدس کو حاصل رہے گی۔

چنانچہ حضور انور کے مبارک دور کا آغاز جس رنگ میں ہوا ہے اور جس شان سے اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوؤں کا ظہور ہوا ہے وہ بذات خود اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہے کہ خلافت خامسہ کا دور نہایت بابرکت اور تابناک دور ہے۔ چنانچہ ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن وقت کے مطابق ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو پہلی بار ساری دنیا کے احمدیوں نے وہ روح پرور نظارے بچشم خود دیکھے کہ آپ کو پگڑی پہنائی گئی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا متبرک کوٹ اور الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی انگوٹھی پہنائی گئی اور آپ نے پہلی عالمی بیعت کے موقعہ پر ساری دنیا کے احمدیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دُعاؤں پر زور دیں دُعاؤں پر زور دیں، دُعاؤں پر زور دیں۔ بہت دُعائیں کریں، بہت دُعائیں کریں بہت دُعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین

(ہفت روزہ الفضل لندن ۲۵/اپریل ۲۰۰۳ء)

گویا جس طرح حضور کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل تھی بالکل اسی طرح آپ افضال الٰہی کو جذب کرنے اور وصال الٰہی کے حصول کے لئے بے تاب نظر آرہے تھے۔

پھر اس انتہائی نازک موقعہ پر لندن جیسے شہر میں تمام قسم کے وسائل کا بسہولت دستیاب ہو جانا حکومت کی طرف سے غیر معمولی تعاون اور تیس ہزار احباب جماعت کی طرف سے مسجد فضل لندن جیسی مختصر اور محدود جگہ میں جس طرح کے صبر و حوصلہ اور اخوت و محبت کے ایمان افروز نظارے دیکھنے میں آئے وہ اپنی ذات میں ایک غیر معمولی معجزہ تھا اور اس موقع پر سب سے بڑھ کر جو ایمان افروز واقعہ ظہور پذیر ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے مکرم رفیق حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ

”اس دوران ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا جو یہ تھا کہ جب مسجد بھر گئی تو حضور نے عشاق خلافت کو بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا ان الفاظ کا کان میں پڑنا تھا کہ مسجد تو کیا مسجد کے اردگرد سڑکوں پر دور دور تک کھڑے لوگ فورًا بیٹھ گئے اور یوں خاموش ہو گئے جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو اس عدیم المثال نظارہ کو MTA کے ذریعہ ساری دنیا نے دیکھا۔

(بدر ۱۵/جولائی ۲۰۰۳ء)

حضرات! یہ وہ عظیم الشان معیت خداوندی تھی جو پہلے ہی روز عدیم المثال اطاعت و فرمانبرداری اور خلافت حقہ سے والہانہ فدائیت کی صورت میں حضور کو حاصل ہوئی۔

اسی طرح تاریخ اسلام میں پہلی بار ایسا ہوا کہ انتخاب خلافت کے متعلق تمام اعلانات و اطلاعات ساری دنیا کے احمدیوں نے سٹیلائٹ کے ذریعہ براہ راست دیکھی اور سنیں اور تاریخ احمدیت میں پہلی بار ایسا ہوا کہ برصغیر سے باہر مسجد فضل لندن میں جس کو چار خلفاء کرام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے خلافت کا انتخاب ہوا اور دلی طمانیت و سکون کے ساتھ ہر دل نے براہ راست خلیفۂ وقت کی بیعت کی۔

پھر اس تاریخ ساز دور کی یہ بھی ایک امتیازی شان دیکھنے میں آئی کہ کسی خلیفہ کے رحلت فرمانے کے بعد اس کا آخری دیدار اور تدفین کے تمام مراحل دنیا جہاں کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کئے اور پہلی بار خلیفة المومنین کے جنازہ میں شرکت کی نئی صورت پیدا ہوئی کہ جس وقت لندن میں سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نماز جنازہ پڑھا رہے تھے تو ہر ملک میں مقامی امام کی اقتداء میں خلیفة المسیح الرابعؒ کی نماز جنازہ ادا کی جارہی تھی۔ پس درحقیقت ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو وقوع پذیر ہونے والے یہ تمام غیر معمولی واقعات ایسے ہیں جو علیم و خبیر خدا کی اٹل تقدیر نے پہلے سے مقدر کر چھوڑے تھے اور ٹھیک سو سال قبل ۲۱/اپریل ۱۹۰۳ء کو اپنے پیارے مسیحؑ کو خبر دیدی تھی کہ

یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے تبدیل ہونے والی نہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۴۸۳)

الغرض انی معک یا مسرور کے مصداق حضرت خلیفة المسیح الخامس کے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی خلیفة المسیح الرابعؒ کی وفات کی وجہ سے عالم احمدیت پر جو حزن ملال اور خوف کا قیامت خیز ماحول طاری تھا وعدہ الٰہی ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا کے مطابق دیکھتے ہی دیکھتے امن و سکون اور طمانیت میں بدل گیا اور حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی اس متحدیانہ پیشگوئی کی صداقت کے تمام احمدی گواہ بن گئے جو آپ نے ۱۰/جون ۱۹۸۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمائی تھی کہ:

” آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اسی شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظیم الشان بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے آپ کی ایک بعثت تو

وہ تھی جو اوّلین میں ہوئی اور دوسری بعثت آخرین میں مقدر تھی جس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی موجودگی میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجُلٌ اَورجالٌ مِن ھٰؤلاء یعنی اگر کسی زمانے میں ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو اس کی قوم یعنی اہل فارس کے ایک یا بعض اشخاص اسے دوبارہ لے آئیں گے۔ رجل فارس کے حقیقی مصداق تو سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں البتہ اس حدیث میں درج الفاظ اَورجالٌ کی تشریح بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ

’’حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرے میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کو کھڑا کرے گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔(الفضل ۲۲ر ستمبر ۱۹۵۰ء)

اس تشریح کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد اور حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اہل فارس کے رجال میں سے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اس عظیم مقصد یعنی دین کے استحکام اور اس کی عظمت کے قیام کے لئے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو منصب خلافت پر متمکن فرمایا ہے۔ جس کی نہایت واضح طور پر تصدیق سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَخْرُج رَجُلٌ مِن وَّرآءِ النَّھْرِ یُقَال لَہٗ الْحَارِثُ بنُ حَرَّاثٍ عَلٰی مُقَدِّمَتِہٖ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ مَنصُور....وَجَبَ عَلٰی کلِّ مؤمِنٍ نَصرہٗ اَوْقَالَ اِجَابَتَہٗ۔

(ابوداؤد کتاب المھدی بحوالہ صدیقۃ الصالحین صفحہ ۹۰۵)

ترجمہ: ماورآء النّھر یعنی دو دریاؤں کے درمیانی علاقہ سے ایک شخص نمودار ہوگا وہ حارث بن حرّاث ہوگا اور اس سے قبل منصور نامی ایک شخص ہوگا اور فرمایا اس کی مدد کرنا یا اس کی آواز پر لبیک کہنا ہر ایک مومن پر واجب ہوگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کئی کتب میں حارث یعنی زمیندار ہونے کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے لیکن اس حدیث میں الحارث بن الحراث کے الفاظ ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے خاندان اور نسل میں سے ایک اور حراث یعنی زمیندار کو اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا

اور یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۶ء میں نہ صرف یہ کہ زرعی یونیورسٹی فیصلہ آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی بلکہ آپ نے مغربی افریقہ غانا میں اپنے قیام کے دوران پہلی بار اس ملک میں گندم اُگانے کا کامیاب تجربہ کیا اور حدیث کے الفاظ کہ اس سے پہلے ایک شخص منصور نامی ہوگا صرف اور صرف آپ ہی کی نشان دہی کرتے ہیں کیونکہ آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد مرحوم و مغفور ہے جو آپ سے پہلے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ربوہ کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔

اب میں اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان پیشخبری پیش کرتا ہوں جو آپ نے اپنے جانشین کے متعلق فرمائی تھی۔

اس پیشگوئی کا پس منظر یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’چند سال ہوئے ہم نے عالم کشف میں اس لڑکے شریف احمد (مراد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ) کے متعلق کہا تھا کہ ’’اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں‘‘۔(تذکرہ صفحہ ۴۸۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ کے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ کی وفات کے موقعہ پر خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ یہ کشف حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ پر ہرگز نہیں بلکہ ان کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب پر صادق آتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ واقعات نے اس انداز کو بڑی عمدگی سے ثابت کر دیا کیونکہ حضرت صاحبزاددہ مرزا منصور احمد صاحب کو ۴۵ بار ربوہ میں خلیفۂ وقت کی غیر حاضری میں امیر مقامی کے طور پر نیابت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر مزید یہ کہ خلافت رابعہ کے دوران ۱۴ سال امیر مقامی رہنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل ہوا یہ واقعہ اس سے پہلے کبھی تاریخ احمدیت میں نہیں ہوا۔‘‘

یہ وضاحت فرمانے کے بعد حضور نے انتہائی پُر معارف بات یہ بیان فرمائی کہ اب جبکہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد کو بنایا تو میرا اس الہام کی طرف دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ’’میری جگہ بیٹھ‘‘ اور پھر خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ

’’اب میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دُعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے‘‘ تو ہماری جگہ بیٹھ جا‘‘ کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود اُن کی حفاظت فرمائے اور اُن کی اعانت فرمائے۔

حاضرین جلسہ! اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج دنیا کا ہر احمدی اس بات کا گواہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوچکی ہے اور قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کا صحیح جانشین بنایا بلکہ تو ہماری جگہ بیٹھ جا کا مضمون بھی پوری آب و تاب کے ساتھ آپ پر صادق آچکا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ بادشاہ آیا- دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔

(بدر ۱۰ر جنوری ۱۹۰۷ء)

گو اس پُر اسرار رؤیا کے بہت سے پہلو پردۂ اخفاء میں ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت پر ظاہر ہونگے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

پیشگوئی کی حقیقی تفسیر کا وہ وقت ہوتا ہے جس وقت وہ پیشگوئی ظاہر ہو۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ صفحہ ۷۳)

لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ علامات کے مطابق آج ہمارے موجودہ امام عالی مقام ہی حقیقی بادشاہ وقت ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مردان خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق و معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علومِ قرآنی اور مطالبِ کتابِ ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلاواسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں......پھر حضور فرماتے ہیں کہ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ اُن کے دروازوں پر آتے ہیں ذوالجلال کا خیمہ اُن کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک عجیب رعبِ خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغناء اُن کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کو دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۸ تا ۵۰)

کیا دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ آج سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے سوا دنیا میں کوئی روحانی بادشاہ ہے جو خلافت کا ربانی تاج پہنے ہوئے تقریباً سترہ کروڑ عارفوں کے دل و دماغ پر حکمرانی کر رہا ہے جس کے عشاق اس کا نورانی چہرہ دیکھنے اور جس کی زندگی بخش اور دلنواز آواز سننے کے لئے ہر وقت بے تاب ہیں اور اس کے ایک اشارہ پر اپنی جانوں مالوں اور آبروؤں کو نچھاور کرنے کو ہر دم تیار بیٹھے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

(از مضمون مولانا دوست محمد صاحب شاہد
الفضل ۳ر دسمبر ۲۰۰۸ء)

(باقی آئندہ)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز — **کاشف جیولرز**

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ — گولبازار ربوہ

فون 047-6213649 — 047-6215747

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

ملکی رپورٹیں

وادیٔ کشمیر کی ۱۴ مجالس انصار اللہ کا تربیتی دورہ

ماہ مارچ میں خاکسار نے مکرم غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج جموں وکشمیر کے ساتھ وادیٔ کشمیر کی ۱۴ جماعتوں کا تربیتی دورہ کیا جس میں مجلس کے استحکام اور کاموں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے ضروری امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مورخہ ۱۸/مارچ کو خاکسار حسب پروگرام جموں پہنچا۔ مکرم زعیم صاحب انصار اللہ صاحب کو مرکزی ہدایت سے آگاہ کیا۔ ۱۹/تاریخ کو ہاری پاریگام میں بعد نماز مغرب وعشاء تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں مکرم عبد الرشید صاحب ضیاء نگران مالی امور، محترم غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج اور خاکسار نے مختلف موضوعات کے تحت تقاریر کیں۔ اگلے دن بعد نماز فجر مجلس عاملہ انصار اللہ تشکیل دی گئی۔ ۲۰/مارچ کو سرینگر میں بعد نماز مغرب وعشاء مسجد فیض آباد میں تربیتی جلسہ ہوا جس میں تلاوت کلام پاک، عہد اور نظم خوانی اور تبرکات پیش کرنے کے بعد محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز اور خاکسار نے تقاریر کیں اور انصار بزرگان کو مفوضہ امور کی طرف توجہ دلائی۔ ۲۱/مارچ کو ناصر آباد کشمیر میں نماز عصر کے بعد مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ میں تربیتی جلسہ ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم عہد، نظم اور اقتباس پیش کرنے کے بعد خاکسار اور مولانا موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کی روشنی میں تقاریر کیں۔ ۲۲/مارچ کو تعلیم الاسلام احمدیہ انسٹی ٹیوٹ میں جلسہ سیرت النبیؐ سکول انتظامیہ کی جانب سے منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں خاکسار اور مولانا غلام نبی صاحب نیاز نے تقریر کی۔ اسی روز احمدیہ مسجد شورت میں بعد نماز عصر مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد جلسہ ہوا۔ جس میں تلاوت کلام پاک، عہد اور نظم کے بعد اقتباس پڑھ کر سنایا گیا۔ بعد ازاں خاکسار اور مولانا موصوف نے انصار بزرگان کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مورخہ ۲۳/مارچ کورشی نگر میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت محترم امیر صاحب جلسہ ہوا۔ تلاوت، عہد نظم اور اقتباس پڑھنے کے بعد خاکسار، محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز اور محترم امیر صاحب نے انصار بزرگان کو لائحہ عمل، حضور انور کے ارشادات کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کی۔ جلسہ کے دوران اطفال نے خوش الحانی سے ترانہ پڑھا۔ صبح آٹھ بجے مسجد احمدیہ میں مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں جملہ ناظمین نے شمولیت کی۔ میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد ماندوجن گئے۔ یہاں احباب جماعت سے تربیتی امور پر گفتگو ہوئی۔ مورخہ ۲۴/مارچ کو آسنور میں محترم غلام نبی صاحب نیاز کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ تلاوت عہد نظم اور اقتباس پڑھنے کے بعد خاکسار کی تقریر ہوئی۔ مورخہ ۲۵/مارچ کو مسجد احمدیہ میں مجلس عاملہ کی میٹنگ رکھی گئی۔ جس میں تلاوت اور عہد کے بعد خاکسار نے حاضر اراکین و منتظمین کو ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ بعد نماز عصر محترم بشارت احمد صاحب ڈار نائب امیر کے ساتھ محلہ محمود آباد گئے۔ جہاں جملہ انصار کو مسجد میں بلا کر مجلس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی طرح طاہر آباد اور ریوٹن میں بھی مجالس عاملہ تشکیل دی گئیں۔ مورخہ ۲۵/مارچ کو ہی بعد نماز مغرب وعشاء کوریل میں محترم بشارت احمد صاحب ڈار نائب امیر کی صدارت میں تربیتی جلسہ ہوا۔ تلاوت کلام پاک، عہد اور نظم واقتباس کے بعد خاکسار مولانا غلام نبی صاحب نیاز اور صدر اجلاس نے تقاریر کیں اور مجلس عاملہ تشکیل دی گئی۔ مورخہ ۲۶/مارچ کو پہلے بالسو گئے جہاں صدر محترم کے ساتھ مجلس عاملہ انصار اللہ کی ذمہ داریوں اور تشخیص بجٹ کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ اسی روز چیک ڈیسنڈ میں بعد نماز مغرب وعشاء تربیتی جلسہ ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید، عہد نظم اور اقتباس پڑھنے کے بعد خاکسار اور محترم مولانا موصوف نے تقاریر کیں۔ ۲۷/مارچ کو چیک ایمر چھ اور چیک ڈیسنڈ کی مجالس عاملہ کی میٹنگ ہوئی اختتام پر مکرم اعجاز احمد خان صاحب ریٹائرڈ فوجی نے مع فیملی بیعت کرکے احمدیت قبول کی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت وثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔ بعد نماز جمعہ یاری پورہ میں محترم امیر صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک، عہد اور نظم کے بعد محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز، خاکسار اور صدر اجلاس نے تقاریر کیں۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سرینگر روانہ ہوئے اور مختلف مجالس کا یہ دورہ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ دورے کو کامیاب بنانے میں امراء کرام، صدر صاحبان، مبلغین وزعماء کرام نے بھرپور تعاون دیا۔ زعماء مجالس انصار اللہ نے تربیتی وفد کے لئے تواضع کے جملہ انتظامات کئے۔ فجز اھم اللہ فی الدارین۔ (عبد المومن راشد نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

SSP صاحب ضلع سانگلی (مہاراشٹر) کے ساتھ تبلیغی گفتگو

مورخہ ۴/اپریل ۲۰۰۹ء کو خاکسار نے شولاپور سرکل کے تحت آنے والے ضلع سانگلی کی چار جماعتوں کا دورہ کیا۔ اس موقعہ پر مکرم کرشن پرکاش IPS ضلع پولیس کپتان سانگلی کی دعوت پر خاکسار نے موصوف کے آفس میں ان سے ملاقات کی بعدہٗ شام کو گورنمنٹ پولیس ریسٹ ہاؤس گیا۔ شام بعد نماز مغرب موصوف SSP صاحب سے احمدیہ مسلم جماعت سے متعلق کافی گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات کے بعد موصوف SSP صاحب کے ساتھ ہی ریسٹ ہاؤس میں رات کا کھانا کھایا گیا۔ مکرم ربیع الحق صاحب معلم ومکرم رفیق احمد خان صاحب ڈرائیور بھی خاکسار کے ہمراہ تھے۔

ڈائریکٹر جنرل آف پولیس صوبہ مہاراشٹر کے ساتھ تبلیغی ملاقات

مورخہ ۱۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو سینئر IPS شری ایس ایس ورک صاحب نئے ڈائریکٹر جنرل آف پولیس صوبہ مہاراشٹر سے ان کے آفس میں ایک ملاقات کرتے ہوئے موصوف کو جماعت احمدیہ کی طرف سے صوبہ مہاراشٹر میں ''قومی یکجہتی'' سے متعلق کئے جانے والے کاموں کی تفصیلی رپورٹ پیش کی گئی۔ خدمت خلق کے کاموں سے موصوف بہت متاثر ہوئے اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ موصوف ایس ایس ورک صاحب اس سے قبل صوبہ پنجاب کے بھی DGP رہ چکے ہیں۔

صوبہ مہاراشٹر کے اورنگ آباد میں احمدی ہونے کے شک میں بذریعہ تبلیغی ملّاں ۲۰ مسلمانوں کے گھر نذر آتش

اطلاع بمطابق مہادیو طامبڈے DCP مورخہ ۱۲/اپریل کو پڑے گاؤں کے قریب کانچ بنگلہ کے پاس میدان میں مسجد اور عربی مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھنے کے لئے کافی تعداد میں تبلیغی جماعت کے لوگ جمع ہوئے تھے۔ اس موقع پر گاؤں کے دوسرے فرقہ کے لوگ اس پروگرام میں دعا کے لئے شریک نہیں ہوئے۔ تو وہاں موجود تبلیغی ملاّؤں کو ان کے قادیانی ہونے پر شک ہوا اور تقریباً ۵۰۰-۶۰۰ کی تعداد میں ملاّں نے ان مشکوک افراد کے گھروں کا گھیراؤ کرکے ان سے سنگ بنیاد کے پروگرام میں شریک ہونے کی وجہ معلوم کی۔ اس موقعہ پر وہاں موجود ملاؤں میں سے کچھ تبلیغیوں نے انہوں نے کے فوٹو کھینچنے شروع کر دیئے۔ جس پر ان مشکوک نے اعتراض ظاہر کیا تو وہاں موجود تبلیغی ملاؤں کے ہجوم نے ان قادیانیوں کے گھروں میں موجود عورتوں و بچوں پر پتھراؤ کرتے ہوئے ان کو گھروں سے باہر گھسیٹ کر ان کے گھروں میں آگ لگا دی۔ اس حملہ میں ۱۳۵ افراد شدید طور پر زخمی ہوگئے اور موقعہ واردات پر کثیر تعداد میں مع سینئر پولیس افسران آگ بجھانے کی گاڑیوں کے پہنچنے سے قبل ہی ان کے گھروں کا تمام تر سامان جل کر راکھ ہوگیا۔ ان کے گھروں پر حملہ کرکے آگ زنی کرنے کے جرم میں پولیس نے ۱۵۰ تبلیغیوں کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیا۔ اگلے روز یہ خبر مختلف نیشنل وصوبائی سطح کے ٹی وی چینل پر نشر و اخبارات کی سُرخیاں بن گئی۔ (عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور)

ہفتہ قرآن مجید

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی ہفتہ قرآن مجید یکم تا سات جولائی منایا جانا ہے۔ امراء صدر صاحبان مبلغین/معلمین/سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تعلیم القرآن وقف عارضی سے درخواست ہے کہ ابھی سے پروگرام ترتیب دیں اور قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں پر اپنی اپنی جماعت/سرکل میں ہفتہ قرآن مجید کا شایان شان طریق سے اہتمام کریں۔ اس ہفتہ میں خصوصیت سے تقاریر کے علاوہ خدام و اطفال کے قرآن مجید کی معلومات پر مشتمل کوئز پروگرام رکھے جائیں۔ اسی طرح ایک روز غیر از جماعت افراد کو اجلاس میں بلا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء عظام کی تفسیر کی روشنی میں قرآن مجید کی خوبیوں کو بیان کیا جائیں۔ بالخصوص اُن امور کا تذکرہ ہو جن کی آج کے دور میں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ضرورت ہے اس میں عورتوں کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم اور فلسفہ جہاد وغیرہ پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔

ہفتہ قرآن مجید کی رپورٹ اور قرآن مجید سے متعلق مضامین مقامی اخبارات میں بھی شائع کرائیں۔

(نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تمام احباب جماعت کو صد سالہ خلافت جوبلی مبارک!

الفضل جیولرز

پتہ : صرافہ بازار سیالکوٹ پاکستان

طالب دُعا: عبدالستار 0092-321-8613255 ☆ عمیر ستار 0092-321-6179077

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

2 Bed Rooms Flat

Independant House, All Facilities Available

Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall

Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936

at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : Deco Builders

Shop No, 16, EMR Complex

Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam

Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202

Mob: 09849128919

09848209333

09849051866

09290657807

''اخبار بدر کے لئے قلمی ومالی تعاون کرکے عنداللہ ماجور ہوں''

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ فرانس 2008ء کی مختصر جھلکیاں

مَیں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی صرف وہ جماعت ہے جو ہر قوم اور ملک کے لئے فکرمند ہے دعاؤں کے ذریعہ بھی اور جہاں تک اس کے وسائل ہیں خدمت کر کے بھی اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی روحانی جماعت ہے جو اس زمانے کے امام کو ماننے والی ہے اور اس کے بعد ان میں ایک خلافت کا نظام ہے جو ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

(مسجد مبارک (فرانس) کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

Saint Prix کے میئر کا ایڈریس اور جماعت کی امن پسندی اور خدمت انسانیت ،ملکی قوانین کے احترام اور امن ومحبت کے پیغام کی کھلے دل سے تحسین۔مہمانوں کے نیک تأثرات۔فرانس کے میڈیا میں مسجد کے افتتاح کی کوریج۔ہالینڈ کے لئے روانگی۔جلسہ کے انتظامات کا معائنہ۔میئر کے نمائندہ کا ایڈریس۔ایوارڈز کی تقسیم۔

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

بقیہ رپورٹ :10/اکتوبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک:

واقفات نو بچیوں کی کلاس

واقفین نو بچوں کی کلاس کے بعد پونے سات بجے 'واقفات نو' بچیوں کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔عزیزہ انیلہ انس نے تلاوت قرآن کریم پیش کی اور بعدازاں اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا اور فرنچ ترجمہ عزیزہ ناصرہ کاہلوں نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ نبیلہ حیدر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ سے چند اشعار پیش کئے اور عزیزہ سدرہ عارف نے ان اشعار کا فرنچ ترجمہ پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ یونیورسٹی میں کوئی بچی پڑھ رہی ہے؟

اس پر ایک بچی نے عرض کیا کہ یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہوں۔Language میں پہلا سال ہے۔ایک دوسری بچی نے بتایا کہ میرا میڈیکل میں پہلا سال ہے۔نو سال کا کورس ہے۔

حضور انور نے فرمایا: باقیوں نے کیا کرنا ہے۔کیا اور کوئی ڈاکٹر بننے کا ارادہ کر رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: جن بچیوں کی عمر 15 سال ہوگئی ہے کیا انہوں نے باقاعدہ وقف فارم پُر کر دیئے ہیں۔ اگر نہیں کئے تو جو اپنا وقف جاری رکھنا چاہتی ہیں وہ یہ فارم پُر کریں۔

حضور انور نے فرمایا: جو بچیاں کالج اور یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک تو ہر احمدی لڑکی کو ویسے ہی اپنا تقدس قائم رکھنا چاہئے اور یہ احساس ہونا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہے لیکن جو وقف نو بچیاں ہیں وہ ان سے بھی زیادہ اپنا تقدس قائم رکھنے والی اور اپنا خیال رکھنے والی ہونی چاہئیں کیونکہ انہوں نے آئندہ جماعت کی خدمت بھی کرنی ہے اور تربیت بھی کرنی ہے۔

اس لئے ہمیشہ اس ماحول میں دیکھ کے بازار میں جاؤ تو سر پر سکارف، حجاب لے کر جاؤ۔ چاہے یہاں برا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ فرمایا: پرائیویٹ سکول بھی ہیں جہاں ایسی پابندی نہیں ہے جو پرائیویٹ سکول کے خرچ برداشت کر سکتے ہیں وہ وہاں جا سکتے ہیں۔اگر سکول میں مشکل ہے تو پھر سکول کی حد تک تو سکارف اتر سکتا ہے اس کے بعد نہیں۔سکول سے نکلیں تو حجاب، سکارف لیں۔

بعدازاں کلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں میں تحائف تقسیم فرمائے۔سات بجکر بیس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد مبارک' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب افتتاح مسجد مبارک

آج شام مسجد مبارک کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام مسجد کے ملحقہ حصہ میں مارکی لگا کر کیا گیا تھا۔ جس میں مختلف سرکردہ احباب اور مہمان شرکت کر رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد امیر صاحب فرانس سے اس پروگرام کی تیاری اور مہمانوں کی آمد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آٹھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

حضور انور کی آمد سے قبل اس تقریب میں شرکت کے لئے درج ذیل مہمان پہنچ چکے تھے۔

☆علاقہ کے میئر

☆جرمنی کی ایمبیسی سے ان کے ایک منسٹر برائے Plenipotentiary

☆کینیا (Kenya) کی ایمبیسی سے ان کے فرسٹ سیکرٹری اور ایک سفارت کار

☆آئیوری کوسٹ کی ایمبیسی سے ان کے Chief of Protocol

☆بینن (Benin) کی ایمبیسی سے ان کے فرسٹ سیکرٹری

☆ٹوگو (Togo) کی ایمبیسی سے ان کے Chief of Protocol

☆بورکینا فاسو کی ایمبیسی سے ان کے فرسٹ سیکرٹری اور ایک سفارتکار

☆انڈین ایمبیسی کے منسٹر کونسلر

☆اخبارات کے نمائندے اور جرنلسٹس، ریڈیوز کے نمائندے

☆یونیورسٹی کے پروفیسر

☆Saint Prix کے چرچ کے پادری

☆سیکیورٹی نظام سے تعلق رکھنے والے احباب اور دیگر مختلف مہمانان کرام

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد سلیم صاحب نے پیش کی اور اس کا فرنچ ترجمہ عبدالسلام صاحب نے پیش کیا۔ بعدازاں امیر صاحب فرانس نے اس تقریب کے حوالہ سے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد Saint Prix کے میئر Jean-Pierre Enjalbert نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

حضور! امیر صاحب اور دیگر مہمانان کرام جو اس وقت موجود ہیں اور جو ہمارے ہمسایہ ہیں اور وہ مہمان جو دور دور سے آئے ہیں، مَیں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

آج کا دن نہ صرف آپ لوگوں کے لئے خاص دن ہے بلکہ ہمارے لئے بھی خاص دن ہے۔آپ لوگ جو ایک پُرامن جماعت ہیں جب آپ اسلام کا پیغام لے کر ہمارے اس علاقہ Saint Prix میں آئے تو ہم نے آپ کو خوش آمدید نہیں کیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ محسوس ہوا کہ آپ پُرامن جماعت ہیں۔آپ نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔اس لئے اس خوشی کے موقعہ پر آج ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ہم بھی آج خوش ہیں۔

موصوف نے کہا گزشتہ 22 سال سے مَیں اس جماعت کو جانتا ہوں اور 22 سال کا عرصہ کافی ہے کسی کو جاننے کے لئے آج مَیں خود برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ کے محبت اور امن کے پیغام نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔

میئر نے کہا کہ پہلے آپ جب نئے نئے آئے تھے تو ہمارے دل میں ایک خوف تھا کہ کس طرح کے مسلمان ہوں گے۔ کیا مَیں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہہ سکتا ہوں۔ میرے دل میں ایک خوف تھا۔ آپ کو جاننے، آپ کے پروگراموں میں شامل ہونے اور آپ کی تقاریر، باتیں سننے کے بعد مَیں کہہ سکتا ہوں کہ آپ ملکی قوانین کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ آپ نے بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔مَیں اس میں شامل ہوا تھا۔مَیں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی جماعت حکومت کے قوانین اور اصولوں کی زیادہ پاسداری اور احترام کرتی ہے۔

جب مجھے جماعت کا ایک وفد ملنے کے لئے آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں تو ہم نے سوچا کہ کس طرح کی مسجد بنائیں گے۔ کہیں اس سے مسائل نہ پیدا ہوں تو ہم نے راہنمائی کی کہ آپ اس طرح کی بلڈنگ بنائیں جو دوسروں کو پرابلم نہ دے اور اس طرح آپ اس علاقہ میں اپنی مسجد تعمیر کریں۔

میئر نے اپنا ایڈریس جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ نہ صرف لوگوں کو اسلامی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ انسانیت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ مل کر آپ نے بہت سے پراجیکٹ میں حصہ لیا ہے جس سے دوسروں کی مدد ہوئی ہے۔ آپ فساد کرنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف ہیں۔

میئر نے کہا مَیں اپنے آپ کو بڑا آدمی نہیں سمجھتا۔ آپ لوگوں کے ساتھ مل کر مجھے کام کرنے میں خوشی ہوتی ہے۔ مَیں آپ کو ایک بار پھر خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم نے آپس میں مل کر کام کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

میئر کے اس ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔ سب سے پہلے تو مَیں جناب عزت مآب میئر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کی عاملہ جو کیبنٹ ان کی ہے اور سب معزز مہمان جو یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اس فنکشن کو اٹینڈ (Attend) کرنے کے لئے۔ میئر صاحب کا شکریہ مَیں اس لئے بھی خاص طور پر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ انہوں نے خود بھی بیان کیا کہ ایک وقت تھا وہ ہمیں دہشت گرد اور انتہا پسند سمجھتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ غلط فہمی ان کی دُور ہوئی اور وہی غلط فہمیاں جو تھیں وہ دوستی میں بدلنی شروع ہوگئیں۔ آج مَیں اس بات پر فخر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان جیسے معزز اور ہمدردی رکھنے والے اور دوستی کا حق نبھانے والے دوست عطا کئے ہیں۔ اس بات میں مجھے کہنے میں کوئی عار نہیں کہ بعض نام نہاد اسلامی تنظیمیں ایسی ہیں جنہوں نے اسلام کی تعلیم سے ہٹ کر ایسی حرکتیں اور ایسے عمل کئے ہیں جس سے

اسلام کو انہوں نے بدنام کر دیا ہے۔

حقیقت میں اسلام کی تعلیم پیار کی تعلیم ہے، محبت کی تعلیم ہے اور یہ آج کی بات نہیں۔ یہ قرآن کریم ہے ابھی تلاوت اس کی ہوئی آپ اس کو اٹھا کے دیکھ لیں ہر جگہ آپ کو اور باتوں کے علاوہ یہی نظر آئے گا کہ خدا تعالیٰ، ایک خدا کی عبادت کرو اور لوگوں کے بھی حقوق ادا کرو اور ظلم کا خاتمہ کرو یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی تاریخ کے واقعات بھی ہیں، سائنس کی باتیں بھی ہیں، آئندہ کے حقائق بھی ہیں، حکومت چلانے کے ذریعے بھی ہیں، امن قائم کرنے کے ذریعے بھی ہیں تو ہم اسی کی صحیح تفسیر اور تشریح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرتے ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہم میں اور دوسروں میں آپ کو فرق نظر آتا ہے۔

ہمارے اپنے ذاتی مقاصد یا مفادات نہیں ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس سوچ کے ساتھ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ کہا ہے کہ ایک تو میری عبادت کرو اور میری مخلوق کے حق ادا کرو۔ اسی تعلیم کو اس زمانے میں بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو ہم مانتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جن کے آنے کی پیشگوئی اسلام میں بھی ہے اور باقی مذاہب میں بھی، نے بیان کیا ہے اور بتایا کہ یہ حقیقی تعلیم ہے جس کو تم اپناؤ گے تو حقیقی مسلمان کہلاؤ گے۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے اور یہ وہ حکم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف سعودی عرب کے رہنے والے اپنے وطن سے محبت کریں، الجزائر کے رہنے والے اپنے وطن سے محبت کریں یا سینیگال کے رہنے والے اپنے وطن سے محبت کریں یا فرانس کے رہنے والے صرف اپنے وطن سے محبت کریں۔ یا یہ لوگ قوموں کے رہنے والے اگر کسی دوسرے ملک میں جائیں تو صرف اپنے وطن سے محبت کریں اور جس ملک میں رہتے ہوں اس سے محبت نہ کریں۔ اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان جس ملک میں رہ رہا ہے، جس ملک کا وہ شہری ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کی Origin کیا ہے، پاکستانی ہے یا افریقن ہے یا انڈونیشین ہے یا گیمبین ہے یا سینیگالین یا مراکن ہے یا الجیرین ہے۔ اگر وہ فرانس میں آ کر آباد ہوا ہے تو وہ فرانس کا شہری ہے جبکہ اس نے یہاں کے شہری حقوق بھی حاصل کر لئے وہ یہاں حکومت سے مالی فائدہ بھی اٹھا رہا ہے وہ یہاں کام بھی کر رہا ہے۔ اب اس کا وطن یہ ہے جہاں وہ رہتا ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو ہم ہر احمدی کو دیتے ہیں کہ اب تمہارا وطن وہ ہے جہاں سے تمہیں مفاد حاصل ہو رہا ہے اور اس کی محبت تم پر فرض ہے۔ اب یہ بتائیں کہ جس سے محبت ہو اسے کبھی کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے یہ تو تصور ہی غلط ہے کہ ایک احمدی جو اپنے آپ کو حقیقی مسلمان سمجھتا ہو ایک احمدی جس نے اس زمانے کے امام کی بیعت کی ہو اس کو مانا ہو اس بات پر قائم ہو کر جو ان کا حکم ہے اس پر مَیں نے عمل کرنا ہے۔ اس کو نہیں ٹالنا۔ اور ان کا حکم کیا ہے؟ وہی جو قرآن ہمیں بتاتا ہے، جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتایا۔

پس ایک تو یہ غلط فہمی اگر کسی کے ذہن میں ہو تو وہ دور ہو جانی چاہئے کہ کوئی احمدی فرانس میں رہنے والا، کوئی احمدی جرمنی میں رہنے والا، یا کوئی احمدی انگلستان میں رہنے والا یا کسی بھی ملک میں رہنے والا وہ جس ملک سے مرضی تعلق رکھنے والا ہو جب وہ نئے ملک کا شہری بن گیا اس نے نئے ملک کی شہریت اختیار کر لی تو وہ اس کا وطن ہے اور اس سے محبت کرنا اس کا فرض ہے۔ اس لئے یہی مزاج آپ کو جماعت کے ہر فرد میں ہر جگہ نظر آئے گا۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس ملک کے شہریوں کا کہ وہ فرانس سے محبت کریں اور اس کی بہتری کے لئے کام کریں اور اس کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جب یہ سوچ ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوگا کہ وہاں نفرتیں جڑ پکڑیں یا نفرتیں پنپیں۔ ایسی سوچ کے ساتھ تو نفرتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ نعرہ ہے۔ ہر ملک کے رہنے والے کا بھی اور دنیا میں رہنے والے ہر احمدی کا بھی کہ 'محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں'۔

جیسا کہ مَیں نے کہا یہ جماعت احمدیہ کا ایک مزاج ہے جو ہر جگہ آپ کو ایک نظر آئے گا کہ انہوں نے امن پسند رہنا ہے، ایک خدا کی عبادت کرنی ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کرنا ہے اور انسانیت کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھنا ہے۔ یہ ہے ایک مزاج جو ہر احمدی میں آپ کو ہر جگہ نظر آئے گا۔ چاہے وہ یورپ میں رہنے والا احمدی ہے یا ایشیا میں رہنے والا احمدی ہے یا افریقہ میں رہنے والا احمدی ہے یا امریکہ کے ممالک میں رہنے والا احمدی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے 190 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور ایک اندازے کے مطابق 170 ملین احمدی دنیا میں موجود ہے۔ جو صرف امن، محبت اور پیار کا پرچار کرنے والا ہے۔

اسلام پہ ایک الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ یہ جبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ سراسر غلط الزام ہے۔ یہ قرآن ہے اس میں بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں، کوئی Compultion نہیں دین کے معاملے میں، اور مذہب جو ہے ہر ایک کا اپنا ذاتی خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے۔ ہاں جس چیز کو آپ اچھا سمجھتے ہیں اس کی تبلیغ کریں۔ عیسائی عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں ۔دوسرے مذاہب والے بھی اگر وہ چاہیں اپنی تبلیغ کرتے ہیں ان کو کسی نے نہیں روکا۔ اور اس تبلیغ کے ساتھ، اس پیغام کو پہنچانے کے ساتھ کسی کو طاقت کے زور پر نہیں کہا جاتا کہ تم ضرور احمدی ہو جاؤ بلکہ تعلیم دی جاتی ہے آگے ہر ایک کا اپنا کام ہے اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔

یہ الزام اس لئے لگایا جاتا ہے کہ اسلام کی شروع کی تاریخ میں ہمیں جنگیں نظر آتی ہیں۔ لیکن اگر آپ تاریخ اسلام دیکھیں خود واضح ہو جائے گا کہ اسلام کی جب ابتداء ہوئی، جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنا دعویٰ کیا تو مکہ میں رہنے والے لوگوں نے آپ کی مخالفت کی اور اس حد تک مخالفت کی کہ آپ کو ماننے والے جو غریب لوگ تھے۔ ان پر اس انتہا کے ظلم کئے کہ ان میں اکثر غرباء تھے جنہوں نے مانا یا بہت غریب آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار تھے جو آپؐ پر ایمان لائے تو کفار مکہ نے جو ان میں سے بہت سارے سردار مکہ بھی تھے اتنے ظلم کئے کہ ان غریب لوگوں کو عرب کی دوپہر میں گرم اور تپتی ریت پر لٹا کے گرم پتھر رکھ دیئے جاتے تھے اور پھر ان کو کہا جاتا تھا کہ کہو اللہ ایک نہیں ہے اور ہم محمدؐ پر ایمان نہیں لائے۔ بعض عورتوں اور مردوں کو دو اونٹوں کے ساتھ ان کی ٹانگیں باندھ کے اور ان اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑایا جاتا تھا۔ انسان کا جسم بیچ میں سے چِر جاتا تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ پر خود بڑے ظلم ہوئے۔ کئی مواقع پر آپؐ عبادت کر رہے ہوتے تھے تو آپؐ کے ساتھ زیادتی کی جاتی تھی۔ اونٹ کی اوجڑی، آپ سجدے میں ہوں تو کمر پر رکھ دی جاتی تھی۔ پھر اڑھائی سال تک مسلسل آپ کو ایک ایسی وادی میں قید کر دیا گیا جہاں نہ پانی تھا نہ خوراک اور آپ کے ساتھیوں کو بھی وہاں بھوک اور پیاس ستاتی رہی۔ پیاس سے ان کی زبانیں باہر آ جاتی تھیں۔ بھوک سے ان کا اتنا برا حال ہوتا تھا کہ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے اپنے جوتے کے نیچے کوئی نرم چیز دیکھی تو میں نے اٹھا کے وہ کھا لی مجھے نہیں پتہ وہ کیا چیز تھی۔ تو اس قسم کی چیزیں وہ کھاتے تھے۔ یہ ظلم کی حد تھی۔

اس ظلم کے بعد جب یہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو وہاں ان ظالموں نے پیچھا کیا اور آپؐ پر جنگ ٹھونسی گئی اور اسلام میں اس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حکم دیا کہ ظلم اس حد تک ہو چکا ہے کہ اس جنگ کا جواب دینا ضروری ہے۔ جو حملہ کیا جا رہا ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ اس پہلی جنگ میں جو جنگ بدر کے نام سے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا قرآن کریم میں ہے کہ اب ایسی حالت ہے کہ اگر ان کا جواب نہ دیا گیا تو یہ ظلم اس حد تک بڑھ جائے گا کہ نہ کوئی راہب خانہ باقی رہ جائے گا، نہ کوئی گرجا باقی رہے گا، نہ کوئی یہودیوں کا معبد باقی رہے گا، نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ اس لئے اب ان کا، ظلم کا جواب دینا ضروری ہے۔ گویا کہ اس جنگ کی وجہ یہ بتائی گئی، اس حملے کے جواب دینے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اب ظلم کا ہاتھ روکنا ضروری ہے۔ مکہ میں رہتے ہوئے تیرہ سال بہت ظلم سہ لئے۔ اب اگر اس ظلم کا جواب نہ دیا تو یہ ظالم بڑھتے چلے جائیں گے۔ یہ صرف اسلام کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ یہ یہودیوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے یہ عیسائیوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے، دوسرے مذہب والوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے گویا کہ اسلام نے یہ اعلان کیا یہ بتایا کہ تم آج اگر کسی ظلم کا جواب دے رہے ہو تو اس سوچ کے ساتھ نہیں دے رہے کہ ہم نے اسلام کو بچانا ہے بلکہ عیسائیت کا بھی تحفظ کرنا ہے۔ یہودیت کا بھی تحفظ کرنا ہے۔ دوسرے مذاہب کا بھی تحفظ کرنا ہے اور آج ہم احمدی اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر اس دنیا میں کسی موقع پر کسی احمدی کو کسی ملک میں رہنے والے احمدی کو یہ کہہ کر دوسرے مذہب والے بلائیں کہ ہمارے گرجے کی حفاظت کے لئے آؤ، ہمارے چرچ کی حفاظت کے لئے آؤ تو احمدی ضرور وہاں جائے گا۔ کسی یہودی معبد کی حفاظت کے لئے بلائیں تو احمدی وہاں جائے گا یا کوئی بھی مذہب والا اپنی حفاظت کے لئے ہمیں وہاں بلائے تو ہم وہاں جائیں گے۔ صرف اسلام کی حفاظت کرنا ہمارا فرض نہیں بلکہ ہر مذہب کے ماننے والے کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے بلکہ کل انسانیت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس یہ تعلیم ہے، یہ سوچ ہے حقیقی اسلام کی جس پر ہم عمل کرتے ہیں۔

اور پھر جب یہ جنگ ہوئی تو تاریخ گواہ ہے کہ باوجود اس کے کہ جو دشمن فوج تھی وہ تین گنا سے زیادہ بڑی تھی مسلمانوں سے اور بڑی ہر لحاظ سے مسلح تھی۔ پورے ساز و سامان کے ساتھ تھی اور اس کے مقابلے پہ مسلمان جو تھے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، 1/3 کل فوج کا حصہ تھا ان کی اور اس میں بھی چھوٹے بچے اور چند نوجوان شامل تھے۔ تجربہ کار جنگجو بہت کم تھے۔ اس زمانے میں جنگ تلوار کی تھی اور ان کے پاس تلواریں بھی نہیں تھیں۔ لکڑی کی چند تلواریں تھیں اور لوہے کی تو تین چار تلواریں تھیں۔ ایک ہزار دوسری فوج کے مقابلہ میں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور مسلمان وہ جنگ جیت گئے۔ اور کچھ قیدی بھی بنائے گئے ۔ جو قیدی بنائے گئے تو عام طور پر قیدیوں کو اس زمانہ میں تو بہت رواج تھا ، بڑا ظلم کیا جاتا تھا۔ بھوکا بھی مارا جاتا تھا لیکن مسلمانوں نے جب قیدی بنائے تو اس بات کے باوجود کہ وہاں مکہ سے ہجرت کرنے کا زخم تازہ تازہ تھا۔ پھر وہ ظلم جو مکہ والوں نے مسلمانوں پر کئے وہ بھی ابھی نئے اور تازہ تھے لیکن جب وہ قیدی بنائے تو مسلمانوں نے ان سے بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ ان کو بڑے آرام سے رکھا اور بعض قیدیوں نے خود اعتراف کیا کہ مسلمان چونکہ غریب تھے اس زمانے میں، پورے وسائل نہیں تھے خود بھوکے رہتے تھے اور ہمیں کھانا کھلاتے تھے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے بعض ایسے قیدیوں کو جن کو لکھنا پڑھنا آتا تھا یہ کہا کہ اگر تم جو تمہیں تعلیم تھوڑی بہت آتی ہے ہمارے بچوں کو سکھا دو تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ اس سے دیکھیں دو باتیں پتہ لگتی ہیں۔ جو دو اہم باتیں ہیں اور باتوں کے علاوہ، ایک تو یہ کہ آپ نہیں چاہتے تھے اس کے باوجود کہ دشمن کی دشمنی بڑھتی چلی جائے گی اور وہ دوبارہ حملہ کرے گا، اس کے باوجود آپؐ نے نہیں چاہا کہ ان قیدیوں کو لمبے عرصہ کے لئے رکھیں اور پھر بڑے معمولی تاوان پر ان کو چھوڑ دیا، تاوان بھی کیا تھا صرف تعلیم دینا، دوسرے اس زمانے میں بھی تعلیم کی اہمیت آپؐ کے پیش نظر تھی کہ ہمارے بچے کچھ پڑھ لکھ جائیں تو یہ زیادہ بہت بڑا سرمایہ ہے ہمارے لئے بہ نسبت اس کے کہ ہم ان قیدیوں کو اپنے پاس رکھ کر غلام بنائیں۔ حالانکہ اس زمانے میں غلام بہت بڑا سرمایہ سمجھے جاتے تھے تو یہ تھی تعلیم کی اہمیت آپؐ کی نظر میں۔

تو ان سب چیزوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مختصر بیان کر رہا ہوں مَیں، وقت نہیں۔ اسلام میں نہ تشدد ہے نہ جبر ہے نہ قیدیوں کو یہ کہا گیا کہ تم مسلمان ہو جاؤ نہ ان قیدیوں کو غلام بنا کے رکھا گیا اور پھر حملہ بھی ان کی طرف سے ہی تھا اور اس کے علاوہ بھی دشمن سے حسن سلوک کی بے تحاشا مثالیں ہمیں تاریخ میں ملتی ہیں۔ بعض مواقع ایسے آئے تھے ایک وقت میں مثلاً اسلام کے جو دوسرے خلیفہ تھے حضرت عمرؓ ان کے زمانے میں اسلامی فوجوں نے ایک عیسائی علاقے پر قبضہ کیا لیکن ان کو مسلمان نہیں بنایا بلکہ ان کے شہری حقوق قائم رکھے۔ اس حد تک قائم رکھے کہ جب دوبارہ عیسائی حکومت نے حملہ کر کے وہ علاقہ واپس لیا تو جو ٹیکس ان کی بہتری کے لئے مسلمانوں نے ان سے وصول کیا تھا وہ ان کو واپس کر دیا کہ کیونکہ اب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اور وہ حقوق تمہیں نہیں دے سکتے جس کے لئے ہم نے ٹیکس لیا ہے اس لئے تمہیں ٹیکس واپس کر رہے ہیں۔ تو یہ معیار ایمانداری اور محبت قائم کرنے کا تھا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ عیسائی جو مسلمان نہیں تھے اور عیسائی حکومت دوبارہ آ رہی تھی مسلمانوں کو انہوں نے روتے ہوئے الوداع کہا کہ تمہارے جیسے انصاف پسند اور ہمارا حق دلانے والے ہمیں نہیں مل سکتے۔ تو یہ سلوک تھا۔

پھر مسجد کی بات ہو رہی ہے۔ مسجد کا بھی بتا دوں کہ ایک دفعہ ایک عیسائی وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باتیں کرتے یا بحث کرتے شام ہو گئی۔ اس وقت بہرحال ان کی عبادت کا دن تھا۔ ان میں تھوڑی سی بے چینی ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تو

انہوں نے بتایا ہماری عبادت کا وقت ہو رہا ہے تو آپؐ نے اپنی مسجد، مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے کہا یہاں اپنی عبادت کرلو جس طرح تم کرنا چاہتے ہو اپنے طریقے سے۔ تو مسجدیں تو آنحضرت ﷺ نے اس وقت عیسائیوں کو بھی دیں تو یہ الزام بھی غلط ہے کہ مسجدوں میں کسی کو جانے نہیں دیتے اور اندر پتہ نہیں کیا کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ دہشتگردی ہوتی ہے، مَیں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ بعض مسلمان گروپوں نے اور اس میں بہت چھوٹے گروپ شامل ہیں ایسی حرکتیں کی ہیں جس کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ دہشت گردی کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام بدنام ہوتا ہے۔

مسجدوں میں صرف اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مسجد عبادت کے لئے ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی اور کام کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اگر کسی مسجد میں دہشت گردی ہوتی ہے تو وہ ان کرنے والوں کا فعل ہے اس میں اسلام کا قصور نہیں، اسلام کی تعلیم نہیں۔ پس یہ جو مَیں باتیں بتا رہا ہوں یہ آج کے موقع کے لحاظ سے نہیں بتا رہا کہ اس ملک میں رہتے ہوئے یا مغرب کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے مَیں یہ باتیں کر رہا ہوں۔ یہ تعلیم قرآن کریم میں موجود ہے۔ آج سے ایک سو بیس سال پہلے کھول کر ہمیں بانی جماعت احمدیہ نے بتائی۔

پس مَیں جو بھی بتا رہا ہوں اسلام کے بارہ میں۔ یہ آج کی موجودہ وقتی باتیں نہیں ہیں، وقت کے لحاظ سے باتیں نہیں ہیں یا آپ کی ہمدردیاں لینے کے لئے باتیں نہیں ہیں۔

ہم جس جگہ بھی جاتے ہیں اس تعلیم کی وجہ سے جو ہمیں دی گئی ہے جہاں بھی دوسروں کے لئے سہولت ہم مہیا کرسکیں ہم کرتے ہیں۔ آپ یہاں مثلاً یہ دیکھ لیں یہی سامنے ایک جگہ ہے سڑک کے ساتھ، ہمارا اپنا جو پلاٹ تھا وہ سامنے سڑک کے شروع تک تھا۔ لیکن جب میئر صاحب نے یہ درخواست کی کہ ہم نے یہ جگہ لینی ہے آپ ہمیں کچھ قیمت لے کر یہ جگہ دے دیں تاکہ ٹریفک کی اور پارکنگ کی سہولت ہو جائے تو کیونکہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ پیسے کمائے جائیں باوجود اس کے کہ اس زمین کی قیمت ہوگی کچھ نہ کچھ، یہ جگہ صرف عوام کی سہولت کے لئے سڑک کے ساتھ اتنا حصہ بغیر کسی قیمت کے دے دیا کہ اس علاقے کے لوگوں کو سہولت رہے اور کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

آج یہ بڑا شور مچتا ہے کہ دنیا میں اقتصادی بدحالی ہے۔ یہ بھی اس لئے ہے کہ غلط نظام میں دنیا پڑ گئی ہے۔ ہر ایک کو یہ فکر ہے کہ اپنے جو ذرائع ہیں یا اپنے جو بینک ہیں وہ بھرے جائیں، اپنے خزانے جو ہیں وہ بھرے جائیں اور دنیا کے خزانے خالی ہو جائیں۔

قرآن شریف میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی چیزوں پر نظر نہ رکھو للچائی ہوئی، ہر ایک کے اپنے اپنے وسائل ہیں ان سے ان کو فائدہ اٹھانے دو۔ اگر دنیا آج ہر ایک کو اپنے اپنے وسائل سے فائدہ اٹھانے دیتی اور اس کے لئے مدد کرتی جو یہ جو اکنامک کرائسز آیا ہوا ہے یہ نہ ہوتا۔ پھر اس کے لئے سود کی ایک بہت بڑی بیماری ہے جس نے اکنامک کرائسز کو اور بڑھایا ہے۔ غریبوں کی مدد نہیں کی جاتی بلکہ غریبوں کو الٹا بعض ایسی تنظیمیں جو ہیں نقصان پہنچاتی ہیں۔

جماعت احمدیہ افریقہ میں بھی اس وقت جو خدمات کر رہی ہے انسانیت کی، اس میں سکول ہیں۔ ہسپتال ہیں پھر ایسے ریموٹ علاقے جہاں پانی کی سہولت مہیا نہیں وہاں پانی مہیا کر رہی ہے۔ پھر بجلی کی سہولت ہے۔ ونڈمل یا سولر انرجی سے بجلی مہیا کر رہی ہے۔ تو جماعت احمدیہ تو ہر جگہ، ہر ملک میں حالات کے مطابق خدمت کر رہی ہے اور افریقہ میں ہم یہ خدمت کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں کر رہے بلکہ اس لئے کر رہے ہیں کہ انسانیت کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اور آج انسانیت کو بے لوث خدمت گزاروں کی ضرورت ہے۔ انسانیت کی بچت ہوسکتی ہے آج جب دنیا اپنے ذاتی مفادات کو دیکھ رہی ہے۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی صرف وہ جماعت ہے جو ہر قوم اور ملک کے لئے فکرمند ہے دعاؤں کے ذریعہ بھی اور جہاں تک اس کے وسائل ہیں خدمت کر کے بھی اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی روحانی جماعت ہے جو اس زمانے کے امام کو ماننے والی ہے اور اس کے بعد ان میں ایک خلافت کا نظام ہے جو ان کی راہنمائی کرتا ہے ان کو اِدھر اُدھر ہونے سے روکتا ہے۔ اس سیدھے راستے پر چلانے کی کوشش کرتا ہے جو حقیقی اسلامی تعلیم ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ہر جگہ بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔

ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کروں گا۔ پھر مَیں دوبارہ تمام مہمانوں کا شکرگزار ہوں، میئر صاحب کا شکرگزار ہوں۔ اب وقت بھی کافی ہو گیا ہے آپ کے اور کھانے کے درمیان میں مزید حائل نہیں ہونا چاہتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پونے دس بجے تک جاری رہا۔

حضور انور کے اس خطاب کا رواں ترجمہ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بلجیم نے کیا۔

مہمانوں کے تاثرات

ڈنر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرداً فرداً تمام مہمانوں سے ملاقات کی۔ ان کو شرف مصافحہ بخشا اور ان سے گفتگو فرمائی۔

۞......جرمنی کے سفارت خانہ سے آئے ہوئے ان کے وزیر Mr. Harald Bonjn نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور سے کہا کہ وہ حضور کے خطاب سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی جب حضور جرمنی جائیں تو وہاں کے میڈیا سے بھی اس قسم کا خطاب فرمائیں۔ حضور انور نے موصوف کو فرنچ اور انگریزی زبان میں جماعت کا تعارفی اور اسلام اور امن کے موضوع پر لٹریچر دیا۔

۞......میئر کی کیبنٹ کے ایک نمائندہ نے کہا کہ ہمیں اسی طرح کا دین چاہئے جو حضور نے بیان فرمایا ہے۔ دوسرا اسلام نہیں چاہئے جو دوسرے مسلمان پیش کرتے ہیں۔

۞......بعض شامل ہونے والے مہمانوں خصوصاً خواتین نے اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کی حسین تعلیم جو حضور نے آج پیش کی ہے ہمیں پہلے اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں پر اتنے ظلم ہوئے اور مسلمان عورتوں پر بھی ظلم ہوئے ہیں۔

۞......مہمانوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں آج اس بات کا علم ہوا ہے کہ اسلام Synagoug کی حفاظت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تو دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کو جلایا گیا۔ یہ نہیں سنا تھا کہ ان کی حفاظت کی تعلیم بھی اسلام میں موجود ہے۔

سبھی مہمان حضور انور کے خطاب سے بے حد متاثر تھے جس کا اظہار انہوں نے خطاب کے بعد تالیاں بجا کر کیا۔ پونے گیارہ بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

میڈیا کوریج

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فرانس میں آمد کے ساتھ ہی پریس اور میڈیا کی غیر معمولی توجہ جماعت کی طرف ہوگئی ہے۔

۞......فرانس کے نیشنل F3 TV نے اپنی رات سات بجے کی خبروں میں پہلی بار جماعت کے حوالہ سے کوئی خبر نشر کی۔ اس ٹی وی سٹیشن نے مسجد مبارک کے افتتاح کے بارہ میں کافی تفصیل سے خبر دی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تختی کی نقاب کشائی کرتے ہوئے دکھایا گیا اور مختلف مناظر دکھائے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کی جھلکیاں دکھائی گئیں اور نماز پڑھاتے ہوئے جھلکیاں دکھائی گئیں۔ مسجد کے اندر اور باہر کے مناظر دکھائے گئے۔ بعض احمدی احباب کے انٹرویو اور علاقے کے میئر کا انٹرویو نشر کیا۔

اسی نیشنل ٹی وی چینل نے اپنی خبروں میں MTA انٹرنیشنل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج پانچوں براعظموں کے احمدی لوگ اپنی مسجد کا افتتاح دیکھ رہے ہیں۔ ان کے خلیفہ خاص طور پر انگلستان سے افتتاح کے لئے آئے ہیں۔ ان کے خلیفہ کا مقام پوپ کی طرح ہے۔

۞......فرانس کی ایک مشہور اخبار Le Parisien نے اپنی 10/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں مسجد مبارک کی ایک بڑی تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا۔

۞......"فرانس کی احمدیہ جماعت کے لئے یہ انتہائی اہم واقعہ ہے کہ آج بعد از دوپہر فرانس کی پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح جماعت کے روحانی سربراہ اور خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد کریں گے۔ یہ اہم لمحہ MTA کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا جائے گا"۔

۞......Saint Prix کے رہائشی علاقہ میں واقع یہ مسجد بنگلوں کے ماحول میں اپنی ٹائلوں والی چھتوں اور ترتش کی دیواروں کی بدولت رچ بس گئی ہے۔ یہ ایک ماڈرن عمارت جس میں ٹی وی (TV) سٹوڈیو، Ecology کے اصول کے مطابق ایئر کنڈیشن اور ساڑھے تین سو افراد کے لئے نماز پڑھنے کی سہولت موجود ہے۔ جن کے لئے نرم قالین بچھایا گیا ہے ایک منارہ اور ساڑھے سات میٹر ایک اونچا ٹاور بطور مسجد کی علامت کے ہے۔

جماعت احمدیہ 26 سال سے یہاں ہے۔ اس عمارت کی تعمیر افراد جماعت کی محنت، کام میں شمولیت کی مرہون منت ہے۔ یہاں جماعت کے پروگرام ہوں گے اور بین المذاہب کانفرنسز منعقد ہوں گی۔

اسی اخبار نے اپنی 10/اکتوبر کی اشاعت میں علاقہ کے میئر Jean Pierre Enjalbert کا پیغام شائع کرتے ہوئے لکھا۔

"یہ غیر معروف جماعت ایک امن پسند اور بہت قابل احترام اسلام کو پیش کرتی ہے۔ میں ان کے امن پسند ہونے کا گواہ ہوں۔ یہ لوگ مکمل طور پر معاشرہ میں گھل مل گئے ہیں اور شہری فلاحی کاموں میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج انہوں نے اپنے تمام ہمسایوں کو ڈنر پر مدعو کیا ہے جس میں بعض سفارتکار اور دیگر ملکوں کے مہمان شرکت کریں گے"۔

۞......اسی اخبار نے درج ذیل الفاظ میں جماعت احمدیہ کا تعارف شائع کیا۔

"جماعت احمدیہ مذہبی جماعت ہے جو 1889ء میں انڈیا میں پنجاب میں قائم ہوئی ان کو خاص طور پر پاکستان میں سخت تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ 193 ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت ملینز میں ممبر رکھتی ہے اور فرانس میں ایک ہزار کے قریب ان کی تعداد ہے"۔

"محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں" ان کا ماٹو ہے اور یہ لوگ تشدد اور Terrorism کو یکسر رد کرتے ہیں۔ یہ لوگ مختلف لوگوں کے درمیان ڈائیلاگ کو پسند کرتے ہیں اور کھلے ذہن کے مالک ہیں۔ موجودہ خلیفہ 2003ء میں جماعت کے سربراہ منتخب ہوئے تھے اور آپ ہی اس مسجد کا افتتاح کریں گے۔ آپ جماعت کے پانچویں خلیفہ ہیں"۔

11/اکتوبر 2008ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر "مسجد مبارک" پیرس میں تشریف لا کر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق فرانس سے نن سپیٹ (Nunspeet) ہالینڈ کے لئے روانگی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد اور مستورات صبح سے ہی مشن ہاؤس پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

ہالینڈ کے لئے روانگی

سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ازراہ شفقت جملہ احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا اور شرف زیارت بخشا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور نو بجکر 25 منٹ پر قافلہ پیرس (فرانس) سے نن سپیٹ (ہالینڈ) کے لئے روانہ ہوا۔ پیرس سے نن سپیٹ کا فاصلہ 510 کلومیٹر ہے۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد گیارہ بجکر 25 منٹ پر فرانس کا بارڈر کراس کر کے بلجیم میں داخل ہوئے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق بلجیم کے شہر Mons کے قریب مین ہائی وے پر ایک پٹرول پمپ اور ریسٹورنٹ کے بیرونی احاطہ میں جماعت احمدیہ ہالینڈ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ پونے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس جگہ تشریف آوری ہوئی۔ امیر صاحب ہالینڈ، مبلغ انچارج صاحب ہالینڈ، جنرل سیکرٹری صاحب اور عاملہ کے بعض ممبران اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

فرانس سے امیر صاحب فرانس، مبلغ انچارج صاحب فرانس، جنرل سیکرٹری، صدر صاحب انصار اللہ و صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور خدام کی ٹیم حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے قافلہ کے ساتھ اس جگہ تک آئے تھے۔ ان سبھی احباب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور یہاں سے پروگرام کے مطابق واپس جانے کی اجازت

چاہی۔ یہاں سے ہالینڈ سے آنے والی گاڑیوں نے قافلہ کو لیڈ (Lead) کیا۔ گیارہ بجکر 55 منٹ پر یہاں سے آگے نن سپیٹ (ہالینڈ) کے لئے روانگی ہوئی۔ اس جگہ سے 150 کلو میٹر کا مزید سفر طے کرکے بیلجیئم کا بارڈر کراس کرکے ہالینڈ میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے نن سپیٹ کا فاصلہ 140 کلو میٹر تھا۔ سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''بیت النور'' نن سپیٹ (ہالینڈ) تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں نے ایک بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا احباب نے نعرے بلند کئے۔ خواتین بھی اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں اور بچیاں استقبالیہ گیت پیش کر رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ بیت النور نن سپیٹ میں اپنا 28 واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ آج جلسہ سالانہ کا دوسرا روز تھا۔ جلسہ کے انتظامات کے لئے بیت النور کے احاطہ میں ایک طرف مردانہ مارکی لگائی گئی ہے اور ایک دوسرے حصہ میں علیحدہ مارکی لگا کر لجنہ جلسہ گاہ تیار کی گئی ہے۔ اس کمپلیکس کی مختلف عمارات میں رہائش کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ کھانے کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکی لگائی گئی تھیں۔ اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

انتظامات جلسہ کا جائزہ

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب ہالینڈ سے جلسہ کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس بار وہ ہال نہیں مل سکا جہاں گزشتہ سال جلسہ ہوا تھا۔ امیر صاحب نے بتایا کہ اس دفعہ نہیں مل سکا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مارکی میں لوگ پورے آجائیں گے۔ کتنے لوگ آسکتے ہیں۔ کل کتنی حاضری کی توقع ہے۔ زیادہ لوگ آئے اور تعداد بڑھی تو کس طرح انتظامات کریں گے۔ مردانہ مارکی کے پچھلے حصہ میں MTA کی ٹرانسمیشن اور ریکارڈنگ کے لئے ایک حصہ مخصوص کیا گیا تھا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ یہ انتظامات کسی اور جگہ کرلیں اور یہ حصہ بھی ساتھ شامل کریں۔ لوگوں کے بیٹھنے کے لئے کچھ جگہ یہاں بن جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے انتظام کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا کہ ان کا انتظام کس جگہ کیا گیا ہے۔ کتنی جگہ ہے۔ کیا لجنہ مارکی میں پوری آجائیں گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے انتظامات کے تعلق میں امیر صاحب ہالینڈ اور افسر صاحب جلسہ سالانہ کو بعض ہدایات دیں اور بعد ازاں اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

میڈیا کوریج

✡......فرانس کے ایک مشہور اخبار "Lie Parisien" نے اپنی 11/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں ''مسجد مبارک'' (فرانس) کی نقاب کشائی کی تصویر شائع کرتے ہوئے درج ذیل خبر شائع کی۔

خلیفہ نے مسجد کا افتتاح کیا

جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا افتتاح کل دوپہر Saint Prix میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کیا۔

میئر Jean Pierre Enjalbert اور دیگر سینکڑوں افراد کی موجودگی میں اس مذہبی تنظیم جس کا تعلق انڈیا سے ہے اور جو 193 ممالک میں کروڑوں کی تعداد میں ہے کے روحانی راہنما حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے مسجد کی تختی کی نقاب کشائی کرنے کے بعد دعا سے کیا۔ اس تقریب کو ان کے T.V چینل MTA نے ساری دنیا میں نشر کیا۔

احمدی ایک امن پسند اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور ہر قسم کی سختی اور شدت پسندی کے خلاف ہیں جس کی وجہ سے ان کو بعض دوسرے گروپس، فرقوں کی طرف سے مشکلات کا بھی سامنا ہے۔ خصوصاً پاکستان میں۔ شام کو ایک عشائیہ دیا گیا جس میں بہت سارے VIP احباب نے شرکت کی۔ جن میں چند سفیر بھی شامل ہیں۔

12/اکتوبر 2008 بروز اتوار:

صبح چھ بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا اور دیگر مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

جلسہ ہالینڈ کا آخری دن

آج جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد اور جلسہ میں مبارک موجودگی کی وجہ سے ہالینڈ کی تمام جماعتوں سے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے بوڑھے جوق در جوق جلسہ میں شمولیت کے لئے نن سپیٹ پہنچے۔ ہالینڈ کے علاوہ برطانیہ، جرمنی، بلجیم اور سوئٹزرلینڈ سے بھی احباب اس جلسہ میں شمولیت کے لئے پہنچے۔

دو بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ بیت النور کا ہال، مردانہ جلسہ گاہ و زنانہ جلسہ گاہ، کھانے کی مارکی اور اس کمپلیکس کے دیگر احاطے مہمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت نے بڑے پُر جوش اور ولولہ انگیز نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

اس جلسہ کی یہ اختتامی تقریب MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر کی جارہی تھی۔

میئر کے نمائندہ کا ایڈریس

پروگرام کے باقاعدہ آغاز سے قبل علاقہ Medembilk کے میئر کی کمیٹی کے چیئرمین Rinus Huijsen نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا کہ 2004ء سے میرا جماعت احمدیہ سے رابطہ ہے۔ اس دنیا میں اس وقت اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں اور آج صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو بڑی محنت کرکے ان غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے۔ مَیں نے جماعت سے رابطہ کیا، تعلق بڑھایا اور جماعت کی کتب کا مطالعہ کیا۔ جماعت کے ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں نے میرا دل جیت لیا۔

موصوف نے کہا مَیں اس بات پر یقین رکھتا ہوں ''کہ مذہب کی بھلائی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ بہت نیک کام ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ دنیا کے دل جیت سکتے ہیں اور دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

موصوف نے کہا کہ مَیں نے نظام خلافت کے بارہ میں مطالعہ کیا ہے۔ عیسائیت میں جو پوپ کا نظام ہے یہ اس سے ملتا جلتا نظام ہے۔ یہ نظام دنیا کے لئے امن کا نظام ہے۔ آپ کے ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' اس حوالے سے میں امید رکھتا ہوں کہ ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بناسکتے ہیں۔

میئر کے نمائندہ کے اس ایڈریس کے بعد دو بجکر پینتالیس منٹ پر جلسہ سالانہ ہالینڈ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں حامد کریم محمود صاحب مبلغ ہالینڈ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام مکرم عطاء القیوم نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقسیم ایوارڈز کی تقریب

اس کے بعد تقریب تقسیم ایوارڈ ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو سندات عطا فرمائیں اور میڈل پہنائے۔

درج ذیل طلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے یہ ایوارڈز حاصل کئے۔

1۔ عطاء النور احمد صاحب Pharmaceutical Sciences MSc

2۔ عطاء القیوم عارف صاحب Computer Sciences Informatics MSc

3۔ عبدالحق صاحب Bechelor Degree in Graphic Design

4۔ اعجاز جمن بخش صاحب CITO SSO

5۔ نبیل احمد صدیق صاحب MSc in Informatics and Economics

6۔ عثمان احمد صاحب BSc Mechanical Engineering

7۔ نبیل احمد ناصر صاحب Bachelor of Information and Communication Technology

8۔ حامد حافظ میر صاحب Bachelor of Built Enviornment

9۔ مسعود چوہدری صاحب ڈپلومہ پری یونیورسٹی سیکنڈری ایجوکیشن

10۔ مشہود چوہدری صاحب ڈپلومہ پری یونیورسٹی سیکنڈری ایجوکیشن

تقسیم ایوارڈ کی اس تقریب کے بعد کارکردگی کے لحاظ سے ہالینڈ کی مجالس خدام الاحمدیہ میں سے اول آنے والی مجلس خدام الاحمدیہ کو علم انعامی دیئے جانے کی تقریب ہوئی۔

رپورٹ کا اعلان کرتے ہوئے صدر صاحب خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے بتایا کہ تین چار مجالس کے درمیان بڑا سخت مقابلہ تھا۔ چنانچہ اوّل پوزیشن کے انتخاب کے لئے جماعتی مرکز، مبلغ سلسلہ سے راہنمائی لی گئی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کے اپنے قواعد ہیں، اصول و ضوابط ہیں جن کے مطابق نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں آئندہ کسی دوسرے سے راہنمائی لینے کی ضرورت نہیں۔ اس بات کو نوٹ کرلیں۔

کارکردگی کے لحاظ سے مجلس خدام الاحمدیہ ہیگ نے اول آنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے علم انعامی حاصل کیا اور قائد مجلس اور اس کی عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر تشریف لائے جلسہ گاہ پُر جوش نعروں سے گونج اٹھی۔

(باقی آئندہ)

ارشاد نبوی
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہ، کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ اوّل

حاصل نہیں کر رہا۔ آج کے زمانہ میں مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھنے والے بھی خون بہا رہے اور وہ بھی خون بہا رہے ہیں ہیں جو قیام امن کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کسی نہ کسی صورت میں خون بہایا جارہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ صبر، حوصلہ اور انصاف کا مظاہرہ کرنا انسان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس سے مراد ہے کہ اگر بدلہ لینا ہو، سزا دینی ہو تو سزا اسی قدر دینے کی اجازت ہے جتنا بڑا جرم کیا گیا ہو۔ اس بات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر تمہاری حق تلفی ہوئی ہے یا تمہاری سرحدوں پر غیر قانونی حملہ کیا گیا ہے یا تمہاری معیشت پر جبراً قبضہ کرلیا گیا ہے تو تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ تم جوابی کارروائی کرو اور اپنے مددگاروں کو بھی مدد کے لئے شامل کرلو۔

ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ہدایت دی گئی ہے کہ: اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الحجرات:10)

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ یہاں مومنوں کا ذکر ہے مگر سبق یہ دیا گیا ہے کہ جس سے زیادتی ہوئی ہے اس کی مدد کی جائے۔ تمام قوموں کی طاقت مجتمع کر کے ظالم کا ہاتھ روک دیا جائے اور جب لڑائی ختم ہو جائے تو کسی بھی صورت میں ہارے ہوئے فریق کی معیشت پر قابض مت ہو اور نہ ہی اس پر اپنے بنائے ہوئے قوانین ٹھونسو۔ اگر دوبارہ اس کی طرف سے خدشہ ہو کہ وہ زیادتی کرے گا تو اس صورت میں کچھ معاہدے کرنے چاہئیں کہ اگر ان معاہدوں کو توڑا گیا تو سخت نتائج ظاہر ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ صورتحال صرف تب ہی جنم لے سکتی ہے جب بڑے ممالک اور چھوٹے ممالک کو یکساں حیثیت حاصل ہو۔ صورتحال تو یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں بھی بڑے ممالک اور چھوٹے ممالک میں تفریق کی جاتی ہے۔ اگر اقوام متحدہ انصاف کی اعلیٰ قدروں کا قیام چاہتی ہے تو اسے طاقتور اور کمزور قوموں کو یکساں حقوق دینے ہوں گے۔ چھوٹے ملکوں کی حالت تو ایک طرف، ترقی پذیر ممالک کو بھی Sanction عائد کر کے پابندیوں کی بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔ مثلاً جاپان نے دوسری جنگ عظیم کے بعد محنت کر کے قابل قدر ترقیات حاصل کیں مگر جاپانی لوگوں سے بات چیت کر کے جن میں سے بعض سے مجھے ملاقات کا موقع ملا جو تأثر مجھے ملتا ہے۔ بعض باتیں تو وہ کھل کر کہتے ہیں اور بعض کا دبے لفظوں میں اظہار ہوتا ہے کہ باوجود آزادی حاصل ہونے کے ان پر اس قسم کی پابندیاں عائد ہیں کہ وہ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ قیام امن کے بارہ میں ان کے خیالات ہوں یا اقتصادی پالیسیوں کے بارہ میں۔

حضور نے فرمایا: اقوام متحدہ کا قیام امن قائم کرنے کے لئے ہوا تھا مگر جہاں بھی دنیا میں تصادم ہوا ہے وہ معیار اقوام متحدہ کی کارروائیوں میں حاصل نہیں ہوا جس کی توقع اتنے عظیم ادارہ سے وابستہ تھی۔

حضور نے تنبیہ فرمائی کہ یہی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دنیا ایک بار پھر بڑی تیزی سے عالمی جنگ کی ہولناکیوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اگر تم انصاف کا قیام چاہتے ہو تو دیانتداری سے جھگڑوں کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ عدل سے مراد کامل انصاف ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب تمہارے دل تعصّبات سے مکمل طور پر پاک ہوں۔ اگر ہم آج کی دنیا کا جائزہ لیں تو ہمیں عدل کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر انصاف کے ان اعلیٰ معیاروں کو قائم نہ کیا گیا تو پھر اس کا خطرناک نتیجہ ظاہر ہوگا اور دشمنی کی چنگاریاں ہوا پکڑتی جائیں گی اور اس قدر خوفناک تباہی کا اندیشہ ہے کہ جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم اس سلسلہ میں ہدایت دیتا ہے: ’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو‘‘۔ (سورۃ المائدہ آیت9)

اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ دیکھا جائے کہ آیا لوگ انصاف کی تائید میں گواہ بننے کو تیار ہیں؟ اگر ہم اس سمت میں نگاہ دوڑائیں تو ہمیں فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ نظر آتا ہے کہ ذاتی مفادات نے اس طرح گھیرا ڈالا ہوا ہے کہ انصاف کا تو سایہ بھی نظر نہیں آتا، مفادات کی ہی دوڑ نظر آتی ہے۔ قوموں کی بعض قوموں سے جو دشمنی ظاہری طور پر نظر آتی ہے اس کو ایک طرف رکھ کر بھی دیکھا جائے تو سیاسی، جغرافیائی یا اقتصادی حالات کو دیکھتے ہوئے بعض بڑی طاقتوں نے محض لالچ کی وجہ سے ان پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ انہیں اپنے مفادات حاصل ہوسکیں۔ نتیجۃً نئے دھڑے بننے شروع ہوگئے ہیں۔

حضور نے انتباہ فرمایا کہ دنیا کے اس اضطراب کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انسان نے اپنے خالق کو بھلا دیا ہے۔ مادی دولتوں کی خواہش، دنیا میں ناموری کی ہوس اور اپنا رعب قائم کرنے کا شوق دنیا کو اندھا کرتا جارہا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی خداتعالیٰ کی طرف سے آمدہ ہدایات کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اور جب خداتعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت کی پیروی نہ کی جائے تو پھر انسان دوسروں کے صرف اتنے حقوق ادا کرتا ہے جہاں اس کو اپنے فوائد نظر آرہے ہوں۔ ان کی ہمدردی کا اظہار خالی زبان سے ادا کئے گئے کھوکھلے لفظ ہوتے ہیں۔ وہ ٹھوس اقدامات جن کی ضرورت ہے ان کی طرف کوئی پیشرفت آج کی دنیا میں نہیں ہورہی۔ اس بے حسی کے نتائج بہرحال ناخوشگوار ہوں گے۔ ہم کتنا ہی اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھیں ہم ہولناک نظارے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ دوسری جنگ عظیم میں ایشیا میں بھی اور یورپ میں بھی مختلف ممالک تھے جن کا آپس میں تصادم ہوا تھا مگر بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ طاقت کے دو دھڑوں میں جنگ چھڑ گئی۔ لیگ آف نیشنز بے بس ہوگئی۔ آج کی دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق وسطی میں خاص طور پر اسرائیل میں، فلسطین میں، شام میں اور لبنان میں دشمنیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ ایران کے خلاف کارروائیاں ہورہی ہیں اور جواباً ایران، اسرائیل اور مغربی دنیا کے خلاف دھمکیاں جاری کر رہا ہے۔ کچھ ایسے ممالک ہیں جہاں کا اضطراب ان کی داخلی وجوہات اور طاقت کے حصول کے لئے تصادم اور سیاسی وجوہات ہیں جیسا کہ عراق، افغانستان اور پاکستان ہیں۔ اور بعض دوسرے ممالک ہیں جہاں بیرونی طاقتوں کی مداخلت کے نتیجہ میں تصادم ہے جیسا کہ جارجیا اور پولینڈ کی مثال ہے۔ ان ملکوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے مذہبی جنگ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب داخلی جنگ یعنی Civil War ممالک میں شروع ہوتی ہے جیسا کہ افغانستان اور عراق کا حال ہے تو وہاں طاقت کے حصول کے لئے لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان ممالک کے اہم جغرافیائی محل وقوع کے پیش نظر بعض طاقتور ممالک وہاں اپنے مفادات کی خاطر مداخلت شروع کر دیتے ہیں اور ان کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کی کارروائیاں شروع کر دیتے ہیں۔ وہاں کے سیاستدانوں کو خرید کر یا مالی امداد دے کر اختیارات کو اپنے قابو میں کرلیا جاتا ہے۔ صورتحال جو بھی شکل اختیار کرے ان ممالک میں یہ جذبات پائے جاتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ جو وعدے ملکوں سے کئے گئے تھے کہ انہیں آزادی، خودمختاری اور تحفظ حاصل ہوگا وہ انہیں نہیں دیا گیا۔ بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ دونوں کی طرف سے یہی صورتحال ہے۔ اس وجہ سے بے چینی بڑھتی جارہی ہے اور ہم صورتحال سے آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ سکتے۔

حضور نے فرمایا کہ جنگ عظیم دوم کے چھڑنے کی وجہ اسی قسم کی بے چینیاں اور چھوٹی جنگیں تھیں۔

ایک اور چیز جو بے چینی اور اضطراب کا باعث بن رہی ہے وہ دنیا میں بڑھتا ہوا مالی بحران ہے۔ اور مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ 1929ء میں بھی اسی قسم کا شدید مالی بحران پیدا ہوگیا تھا۔ آج پھر دنیا اسی قسم کی پریشان حالی سے گزر رہی ہے۔ اُس وقت بحران امریکہ سے شروع ہوا تھا جب اسٹاک مارکیٹ گر کر تباہ ہوگئی تھی۔ اب پھر جو بحران ساری دنیا میں پیدا ہوا ہے اس کی جڑیں امریکی معیشت کے ساتھ منسلک ہیں۔ حال ہی میں سوئٹزرلینڈ میں جو مالی کانفرنس (Economic Forum) منعقد کی گئی تھی وہاں چین اور روس دونوں نے موجودہ بحران کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہرایا۔ 1929ء میں دنیا کے تمام ممالک کو مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا تھا اور آج کا مالی بحران اس سے مختلف نہیں ہے۔ بین الاقوامی تجارت اُس وقت سخت متأثر ہوئی تھی اور آج بھی وہی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ ٹیکس اور دیگر حکومتی ذرائع آمد بُری طرح متأثر ہوئے تھے وہی صورتحال موجودہ بحران میں بھی نظر آرہی ہے۔ 1929ء میں کارخانوں کی صنعت کو شدید نقصان پہنچا تھا وہی صورت آج بھی پیدا ہوگئی ہے۔ حال ہی میں اعلان کیا گیا ہے کہ موٹروں کی صنعت میں پچاس فیصد کمی آگئی ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے باقی تمام صنعتوں کو بھی یہی صورتحال ہے۔ مکانوں کی تعمیر کو بھی اس زمانہ میں ایسا ہی نقصان ہوا تھا جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ لوگ مکان خریدنے کے واسطے قرضے ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے رہائشی مکان چھن جاتے ہیں۔ آئندہ کی بڑھوتی کے خیال سے بہت بڑی رقوم تعمیرات پر لگائی گئی تھیں مگر یہ تجارت بدحالی کا شکار ہوگئی ہے۔ نئے بنے ہوئے مکان، امریکہ میں، یہاں برطانیہ میں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں خریداروں کے پاس پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے خالی پڑے ہیں۔ تعمیرات آدھے راستہ میں روک دی گئی ہیں۔ اسی قسم کے حالات دوسرے کاروباروں میں بھی دیکھنے میں آرہے ہیں۔ لوگوں کی ملازمتیں لاکھوں کے حساب سے ختم ہوگئی ہیں اور وہ ملکی خزانوں پر بوجھ بن گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں دنیا ایک بہت ہی خطرناک دور سے گزر رہی ہے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ اسی قسم کا بحران 1929ء میں تھا جس کے عوامل سے دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس وقت بعض حلقوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے دشمنیوں کو ہوا دی۔ خاص طور پر اس قسم کے حالات میں دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہو جاتی ہے یا ان چند حلقوں میں جمع ہو جاتی ہے جہاں اکثر اس کے مراکز ہوتے ہیں اور پھر وہ حکومتوں کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔ مقروض ہونے والی حکومتوں کے حالات اس زمانہ کی مخدوش کیفیت کی غمازی کرتے ہیں۔

آج کل حکومتیں بڑے بینکوں کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لئے بڑی رقمیں دے رہی ہیں جن کی مقدار کئی ٹریلین (Trillion) ڈالروں تک جا پہنچتی ہے۔ مگر یہ پھر بھی قلیل رقم ہے اس کے مقابلہ میں جو کہ دراصل مالی نقصان ہوا ہے۔ یہ عجیب صورتحال ہے کہ حکومت اعلان کرتی ہے کہ 700 بلین ڈالرز دے کر بینکوں کو دیوالیہ ہونے سے بچایا جارہا ہے اور پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے سو بلین ڈالر بینکوں کے افسران کے بونس تھے۔

پھر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص سو بلین ڈالر لے کر غائب ہوگیا ہے۔ اس کے بعد حکومت کا مکمل سکوت ہوتا ہے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ عوام کو صحت دلانے کے بہانے کڑوی گولیاں تو کھلا دی جاتی ہیں مگر پھر کسی کارروائی کی نوید سنائی نہیں دیتی، کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو اس تازیانے کی جس میں بگل کی طرح پھونکا جاتا ہے کہ مزید اتنے افراد آج اپنی نوکریوں سے بے دخل کر دئے گئے۔ جب یہ زہریلی گولیاں عوام کو نگلنی پڑتی ہیں تو کیا یہ صورتحال اضطراب پیدا نہیں کرے گی۔

اب تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک کی طرف نگاہ دوڑائیں۔ امیر غرباء کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ معیشت ترقی کرے گی اور یہ دولت آہستہ آہستہ پگھل کر عوام کی گود میں پہنچ جائے گی۔ یہ بچگانہ تسلّیاں ہیں۔ تمام حکومتیں بغیر کسی رنگ ونسل کی تمیز کے عام شہری کے حقوق پامال کرنے میں ملوث ہیں۔ امیر ممالک غریب ممالک کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں مگر غریب ممالک اس کے پیچھے آنے والے نتائج کی پرواہ نہیں کرتے۔

بڑی طاقتیں اس طرح چھوٹے ملکوں کی پالیسیوں پر اپنا قبضہ کا ہاتھ مضبوطی سے قائم کرتی ہیں اور عوام میں سے بھی لوگوں کو اس کا احساس ہوجاتا ہے۔ بڑی طاقتیں یا تو سیاسی حکومتوں کی طرفداری کرتی ہیں یا ان کی بیخ کنی کر دیتی ہیں۔ نتیجۃً ان ملکوں کے عوام ان بڑی طاقتوں سے شدید نفرت کرنے لگتے ہیں حالانکہ میرے خیال میں اس کے ذمہ داران ممالک کے رہنما ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں مَیں آپ کی خدمت میں بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح حضور اکرمؐ نے ایک مالی بحران اور قحط کے موقع پر صورتحال کو قابو میں کیا تھا۔ ایک دفعہ جبکہ سخت قحط پڑا تو حضورؐ نے تمام لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ سب لوگ جو کچھ بھی خوراک کا سامان ان کے پاس موجود ہے لا کر ایک جگہ جمع کر دیں۔ لوگوں نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور حضورؐ نے تمام لوگوں میں ان کی ضرورت کے مطابق خوراک تقسیم فرمادی تا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ یہ نمونۃً ایک مثال ہے کہ کس طرح پیغمبر اسلامؐ نے حاجت کے وقت تمام لوگوں کو دوسروں کے لئے قربانی دیتے ہوئے سبق دیا کہ احسان کرتے ہوئے انسانی ضروریات پوری کرو تا کہ عوام کی بے چینی دور ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تو انصاف نہیں ہے کہ ایک شخص تو کروڑوں کی رقم لے کر فرار ہوجائے یا کوئی تو اپنے کام کے لئے خزانہ سے کروڑوں روپے کا بونس لے اور کوئی محنتی کارکن اپنی ملازمت کے عوض ایک معقول چھوٹی تنخواہ بھی حاصل نہ کرسکے۔ یا کوئی شخص مکان پر حاصل کئے گئے قرضہ کی قسط ادا نہ کرسکنے کا اہل ہونے پر رہائشی مکان سے بھی محروم کردیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فعل کوئی اشتراکی طرز کی کارروائی نہیں ہے کیونکہ حضور اقدس کے بعض صحابہ نہایت بڑے بڑے کاروبار کرتے تھے۔

بعض کے پاس سونے کے ذخائر بھی تھے۔حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ اسلامؐ نے وقت کی ضرورت پورا کرنے کے لئے انتہائی اعلیٰ خُلق کا مظاہرہ کرنا سکھایا تھا۔افسوس کہ آج دنیا میں مسلمان ممالک کے رہنما اپنے خزانے تو لبالب بھرتے چلے جاتے ہیں مگر اپنے عام شہریوں کی روزمرہ کی ضروریات تک کا خیال نہیں رکھتے۔

بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ ذمہ دار ہیں کہ وہ دیکھیں کہ جو امداد غریب ممالک کو دی گئی وہ صحیح طور پر استعمال بھی کی گئی ہے یا نہیں۔بہرحال یہ تو ایک ایسی گھمبیر بھول بھلیاں ہے کہ جب اس میں انسان پڑ جائے تو ایک موڑ کے بعد دوسرا سامنے آتا ہے۔

حضور نے فرمایا مَیں اپنی تقریر کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ ہر شخص دعا کرے اور کوشش کہ اس کے دائرہ اختیار میں امن کا قیام ہو۔حکومتیں اور اقوام متحدہ اس چیز کو اپنا فرض بنائے کہ بہتری پیدا کرنے والی معیشت جنگی معیشت کی شکل اختیار نہ کر جائے اور 1929ء کے بحران اور اس کے بعد آنے والی تلخ حقیقتوں کو جنم نہ دیں۔

پیسہ فراہم کرنے والے اداروں اور اقوام متحدہ کو چاہئے کہ وہ غور کریں اور ایسا حل تلاش کریں جو انصاف پر مبنی ہو اور سب سے زیادہ اہم یہ نقطہ ہے کہ وہ اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی ناراضگی سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔حضور کے خطاب کے بعد تمام مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

بعض اہم شخصیات کا MTA کو انٹرویو

تقریب کے اختتام پر مہمانوں کو حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔بعض اہم شخصیات کا ایم ٹی اے کے لئے انٹرویو بھی لیا گیا۔

☆......Chris Grayling نے کہا کہ حضور کا خطاب بہت ہی اہم تھا اور تاریخ کے جن تلخ حقائق کی انہوں نے نشاندہی کی ہے ان سے سبق لینا بہت ضروری ہے۔ حضور بہت فراست رکھتے ہیں اور ان سے معاشرہ کو بہت رہنمائی ملتی ہے۔ یہاں آ کر ہم اس جماعت کو دیکھتے ہیں جو معاشرہ میں سے تفریق کو دور کرنے کے لئے بہت محنت کرتی ہے۔تمام لوگوں کو اپنی ان ذمہ داریوں کو نبھانا چاہئے تا کہ یکجہتی پیدا ہو۔

Chris Grayling نے انٹرویو میں خوشی کا اظہار کیا کہ یہاں تمام طبقات فکر اور تمام عمروں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔یہ بات ایک شہادت کا رنگ رکھتی ہے کہ جماعت احمدیہ تمام لوگوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

☆......Baroness Emma Nicholson نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے عقائد اور اصول جس کا عملی ثبوت افراد جماعت دیتے ہیں وہ قیام امن کی طرف ایسے ٹھوس اقدامات ہیں جن کی کوئی دوسری مثال مجھے معلوم نہیں۔انہوں نے کہا کہ اسی وجہ سے مَیں توہین رسالت کے نام پر بنائے گئے غیر منصفانہ قوانین کی مخالفت کرتی ہوں اور دنیا میں ہر جگہ مذہبی آزادی کے قیام کی حمایت کرتی ہوں۔

انہوں نے کہا کہ آپ کی جماعت کو آئے دن مذہبی ناروا داری کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اور آپ کی جماعت اس بات کا ثبوت ہے کہ امتحانوں سے گزر کر ایمان مزید جِلا پا جاتا ہے۔محبت کی جو تعلیم آپ کی جماعت دیتی ہے اسی کی وجہ سے آج آپ کی تعداد دنیا میں مسلسل بڑھتی نظر آتی ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ محبت کا پیغام ہم سب کو یہاں سے لے کر اپنے گھروں میں اور ساری دنیا میں پہنچانا چاہئے۔

☆......Varinder Sharma (جو ایلنگ ساؤتھ سے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں) نے بھی امن کے قیام کے لئے جماعت کی کوششوں کو قابل تحسین قرار دیا۔وہ خود گورداسپور کے قریب کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆......کاؤنسلر ڈاکٹر Brendon Hudson جو Sutton کے میئر ہیں نے ذکر کیا کہ مسجد میں آنے کا ان کا پہلا موقع ہے اور وہ مسجد میں پائے جانے والے سکون اور ادب سے بہت متأثر ہوئے ہیں اور حضور انور کے خطاب کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ حضور نے بہت سے فکر انگیز پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے۔حکومتیں حل تلاش کرنے کی سمت میں بہت کم رفتار سے پیش رفت کر رہی ہیں۔ آئندہ کے اندیشے واقعی بہت خطرناک۔ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 16

ٹھنڈا پڑ جاوے۔شفاعت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ گناہ کی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے۔پس شفاعت کے مسئلہ نے اعمال کو بیکار نہیں کیا بلکہ اعمال حسنہ کی تحریک کی ہے۔اور اس زمانہ میں شفاعت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو عطا فرمایا ہے۔آپؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض اپنی امراض اور دکھوں سے رہائی پا گئے ہیں۔

آگے فرمایا: یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم یعنی وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ ہمارا خدا عالم الغیب ہے۔لہٰذا ایسے لوگ جو کھلے گناہوں میں پڑے ہوئے ہیں ان پر شفاعت کا کیا اثر ہوگا۔پھر فرمایا لا یحیطون بشیء من علمہ الا بماشاء یعنی کوئی چیز خدا تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتی اور جو کچھ انسان کو تحقیق کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ بھی دراصل خدا کے عطا کردہ علم میں سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک علم علوم کی نئی منزلیں دکھاتا ہے اور ہر راہ پر پہنچ کر انسان اگلی راہوں میں بے بس نظر آتا ہے۔کائنات کی وسعتوں کا شمار اس کے اختیار میں نہیں۔چنانچہ فرمایا: وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض یعنی تمہارا علم محدود ہے اس کا علم وسیع ہے۔اس کی حکومت زمین و آسمان تک پھیلی ہوئی ہے اور نہ صرف پھیلی ہوئی ہے بلکہ اس نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہوا ہے۔ یہ ایسا وسیع اور جامع نظام ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔اس لئے ایک مقام پر فرمایا: تم اپنی نظر کو دوڑاؤ تو یقیناً وہ تھکی ہوئی واپس آ جائے گی۔

فرمایا: پس کیا یہ باتیں یہ توجہ نہیں دلاتیں کہ ہمیں اس قدرتوں والے کے آگے جھکنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ وہ خدا العلی العظیم ہے۔ یہ ہے وہ اسلام کا خدا جو یقیناً اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔اللہ کرے کہ ہم اپنے اللہ کی پہچان کرتے ہوئے اس کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔

☆☆☆☆☆☆

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 18219:: میں فہیمہ حسن بنت پی پی حسن کویا قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ کروامبرم ضلع ملہ پورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8/11/07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔زیورات طلائی: ہار تین عدد وزن 36 گرام، کنگن ایک عدد 8 گرام، بالیاں ایک سیٹ 4 گرام، کل قیمت اندازاً 46080 روپئے۔والدین بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ان کی جائیداد ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ پی پی حسن کویا — الامۃ فہیمہ حسن — گواہ پی عبدالناصر

وصیت 18220:: میں فرحان حسن ولد پی پی حسن کویا قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 15 سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ کرووامبرم ضلع ملہ پورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8/11/07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ والدین کی جائیداد ہے بفضلہ تعالیٰ وہ حیات ہیں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ پی پی حسن کویا — العبد فرحان حسن — گواہ پی عبدالناصر

وصیت 18221:: میں ساجدہ صدیقہ زوجہ یونورالدین قوم احمدی مسلم پیشیہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن مرکرہ ڈاکخانہ مرکرہ ضلع کورگ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/2/08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ طلائی زیور: 40 گرام 22 کیرٹ قیمت اندازاً 43500 روپئے۔طلائی زیور 150 گرام 20 کیرٹ قیمت اندازاً 159000 روپئے۔حق مہر مبلغ 75000 روپئے۔جس میں سے 10000 روپئے مل چکے ہیں۔میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق — الامۃ ساجدہ صدیقہ — گواہ یونورالدین

وصیت 18222:: میں رضوانہ صدیقہ زوجہ سید فضل اللہ قوم احمدی مسلم پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن مرکرہ ڈاکخانہ مرکرہ ضلع کورگ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/2/08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔زیور طلائی 72 گرام 22 کیرٹ قیمت 78300 روپئے۔حق مہر طلائی زیور 64 گرام 22 کیرٹ قیمت 69600 روپئے وصول شدہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 1200 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق — الامۃ رضوانہ صدیقہ — گواہ جے ایم محمد شریف

وصیت 18223:: میں ساجدہ ذیشان زوجہ ذیشان احمد قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن شارجہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 7/10/05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔طلائی زیورات وزن 216 گرام ہے قیمت اندازاً 14600 درہم ہے۔والدین کی طرف سے ترکہ ابھی نہیں ملا جس میں چار بھائی حصہ دار ہیں۔حق مہر پہلے ہی وصول ہو چکا ہے اور خرچ ہو چکا ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 400 درہم ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منصور راجہ باجوہ — الامۃ ساجدہ ذیشان — گواہ سعید احمد

وصیت 18224:: میں ذیشان احمد ولد شفیع احمد قوم پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش مئی 1957ء پیدائشی احمدی ساکن شارجہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20/5/05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔ پلاٹ جس کی اندازاً قیمت 350000 روپئے اور رقبہ ساڑھے ساٹھ سینٹ ہے اس میں ہم بہن بھائی برابر کے شریک ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 6500 درہم ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منصور راجہ باجوہ — العبد ذیشان احمد — گواہ سعید احمد

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 58 | Thursday | 18th June 2009 | Issue No. 25

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

قرآن کریم کی تعلیم پر غور اور عمل ہدایت اور عرفان الٰہی کی نئی سے نئی راہیں کھولتا ہے

مومنین کی جماعت کے لئے ابتلا بھی درپیش ہوتے ہیں لیکن بالآخر خدا تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آتی ہے

آیت الکرسی کی ایمان افزا تفسیر کرتے ہوئے بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵؍جون ۲۰۰۹ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن - یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَایَـــــُٔوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

(سورہ بقرہ:۲۵۶)

ترجمہ: اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

پھر فرمایا یہ آیت جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں یہ آیت آیت الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور سورہ بقرہ میں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک چوٹی کا حصہ ہوتا ہے اور قرآن کی چوٹی کا حصہ سورۃ البقرہ ہے اور اس سورۃ میں ایک آیت ہے جو سب آیات کی سردار ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص سورہ البقرہ کی دس آیات پڑھ کر سوئے گا وہ صبح تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ ان آیات میں سے ایک آیت آیۃ الکرسی بھی ہے۔ فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ معمولی طور پر ان آیات کو پڑھ لیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان پر غور کیا جائے، ان کے معانی کو سمجھا جائے۔ پھر انسان اپنا جائزہ لے کہ وہ کس حد تک عمل کرتا ہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اور پھر یہ عہد کرے کہ آئندہ یہ تبدیلی جاری رہے گی۔ تو یہ چیزیں ہیں جو شیطان سے دوری کا باعث بنتی ہیں۔ فرمایا: سورۃ البقرہ کی جن دس آیتوں کا حدیث مذکورہ میں ذکر ہے ان میں ابتداء کی چار آیتیں بھی ہیں۔ ان ابتدائی چار آیتوں اور آیۃ الکرسی کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفسیر بیان فرمائی ہے ان میں سے کچھ باتیں آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادّی (۳) علّت صوری (۴) علت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں پس الٓمّٓ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ یعنی کہ میں جو خدائے عالم الغیب ہوں مَیں نے اس کتاب کو اُتارا ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اس لئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے اور علت مادّی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لَارَیْبَ فِیْہِ۔ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک وشبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرّا ہونے میں بے مثل و بے مانند ہے اور لاریب ہونے میں اکمل اور اتم ہے اور علت غائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کے لئے ہے اور جہاں تک انسانی سرشت کے لئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہو سکے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۳-۱۳۴ حاشیہ)

پس قرآن کریم کی تعلیم پر غور اور عمل ہدایت اور عرفان الٰہی کی نئی سے نئی راہیں کھولتا ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت ہمارے سامنے یہ چار باتیں ہوں تو قرآن مجید پڑھنے کا ہم صحیح ادراک حاصل کر سکتے ہیں۔

جہاں تک آیۃ الکرسی کا تعلق ہے اس آیت میں خدا تعالیٰ کے جامع الصفات ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللہ جو خدائے تعالیٰ کا ذاتی اِسم ہے، تمام صفات کا مستجمع ہے اور اسم اعظم ہے۔ تمام برکات کا جامع ہے۔ فرمایا: بہت سی باتوں میں انسان سستی اور غفلت کے باعث خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور باوجود مشرک نہ ہونے کے پھر بھی مخفی شرک کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میری جماعت میں صرف وہ لوگ ہیں جن کا ایمان دنیا کی ملونی سے پاک ہو اور اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہ ہو۔ وہی لوگ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔ فرمایا: تو یہ کم از کم کوشش ہے کہ جو ہمیں اللہ پر ایمان لانے کے بعد کرنی چاہئے۔ اور پھر آگے آگے ترقی کی طرف قدم بڑھانا چاہئے۔ فرمایا: وہی خدا تمہارا معبود ہے اور کوئی معبود نہیں وہی تمام صفات کا جامع اور تمام قدرتوں کا مالک ہے اور وہی حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور تمام جھوٹے خداؤں سے بچتے ہوئے اس واحد خدا کی طرف جھکا جائے۔ وہی خدا ہے جو لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آ جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مومنین کی جماعتوں کے لئے ابتلاء بھی درپیش ہوتے ہیں لیکن بالآخر خدا تعالیٰ اور اس کی جماعت ہی غالب آتی ہے۔ پس ایک مومن کے دل میں خوف خدا غالب رہنا چاہئے اور لاشعوری طور پر بھی کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں بنانا چاہئے۔ تب اللہ ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے گا اور اس کے لئے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ لَا الٰــــہ الا انــت سبحانک انی کنت من الظّٰلمین۔ یعنی کوئی معبود نہیں مگر تو ہی، تو پاک ہے میں تو ظالموں میں سے ہوں۔

پھر فرمایا: الحیّی القیوم یعنی خدا وہ ہے جو خود بھی زندہ ہے اور دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے۔ خود بھی قائم ہے اور دوسروں کے قائم رکھنے کا باعث ہے۔ یہاں اپنے زندہ اور قائم رکھنے کا حوالہ دیکر مومنوں کو تسلی دلا دی گئی کہ اور کسی پر یقین نہ رکھنا۔ تمہاری نسلوں کی زندگی اور بقاء بھی میرے ساتھ جڑے رہنے میں وابستہ ہے۔ اور جماعتی زندگی بھی مجھ سے جڑے رہنے میں وابستہ ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتوکل علی الحی الذی لایموت وسبّح بحمدہٖ یعنی توکل کر اس زندہ ہستی پر جو کبھی نہیں مرے گا اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کر۔ (الفرقان:۵۹)

پس ایک مومن کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کے بارہ میں شک میں نہیں پڑتا بلکہ اس کی مشکلات اسے حیّ و قیوم قادر خدا کے سامنے پہلے سے زیادہ جھکائے رکھتی ہیں۔

لَا تأخذہٗ سنۃٌ وّلا نوم کہہ کر فرمایا کہ وہ کبھی بھی تم سے غافل نہیں ہوتا وہ کبھی بھی تم سے توجہ نہیں پھیرتا۔ لہٗ مافی السّمٰوٰتِ ومافی الارض۔ یعنی جو کچھ آسمان وزمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ وقتی ابتلاء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا اپنے بندوں سے غافل ہو گیا ہے۔ ابتلاء تو مومنوں کی ترقی کا باعث ہیں لیکن غلبہ تو بالآخر مومنین کی جماعت کو ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا: کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی یعنی کہ اللہ نے فرض کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور اور ضرور غالب آئیں گے۔ فرمایا: اور یہی وعدہ آج کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ بھی ہے۔

من ذاالذی یشفع عندہٗ اِلَّا باذنہٖ۔ یعنی کون ہے جو اس کے حضور میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا تو آپؐ سفارش کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرتؐ ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا۔ اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ شفاعت کوئی چیز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے اور اس پر نصّ صریح ہے وصلّ علیہم ان صلوٰتک سکن لّھم یہ شفاعت کا فلسفہ ہے۔ یعنی گناہوں میں جو نفسانیت کا جوش ہے وہ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں